جبہ خاتون
تواریخ کے آئینے میں

لغایت لشکر ——

منظور دائیک کی خدمت میں

غلام رسول بٹ 29/1/2008

جی۔ آر۔ بٹ

سولنہ بالا سری نگر کشمیر

دیباچہ

کشمیر میں اسلام کا پرتو کشمیر کے آخری ہندو حکمران راجہ سہدیو ۱۳۰۱-۲۰ء میں پڑ گیا۔ جب ۱۲ صدی عیسوی مطابق چھ صدی ہجری کے اختتام پر اسلام سنٹرل ایشیا سے پھیلتا ہوا کشمیر کے شمال مغربی سرحد ضلع ہزارہ تک پہنچ چکا تھا اور وہاں اسلامی حکومتیں قائم ہوئی تھیں۔ اس طرح مسلمانوں کو کشمیر میں داخل ہونے کا راستہ حاصل ہوا۔ بقول بڈشاہ کے سنسکرت مورخ پنڈت جون راج ۴۳۸۹ سپتر لوکک سال مطابق شاکا سال ۱۲۳۵ ش مطابق ۱۳۱۳ء مطابق ۷۱۳ھ میں پنج گابڑہ (کنیر سواد) سے شاہ میر اور اس کے بعد لداخ سے رینچن اور دارد سے چک قبیلہ کا لنگرچک کشمیر میں داخل ہوئے۔ اسی دوران بقول بڈشاہ کے سرکاری سنسکرت مورخ جون راج، کرما سینا کا کمانڈر ڈولچا (ذوالجو تاتاری) اپنی بے شمار خونخوار فوج کے ساتھ کشمیر پر حملہ آور ہوا۔ کشمیر کا راجہ سہدیو اس کا مقابلہ نہ کر سکا وہ ذوالجو کے خوف سے کشتواڑ بھاگ گیا۔ ذوالجو تقریباً کشمیر پر آٹھ ماہ تک قتل و غارت گری کرتا رہا اور بہت سے بتوں، مندروں اور وہاروں کو مسمار کیا۔ اسی دوران اس نے کشمیر کی بیشتر آبادی کو قتل کیا۔ جب سرما شروع ہونے پر ذوالجو کشمیر سے دیوہ سر کے پہاڑی راستے سے ہندوستان جانے لگا۔ جب وہ دیوہ سر کے پہاڑ کو عبور کر رہا تھا تو برف و باران کے طوفان نے اس کی ساری خونخوار فوج کو فنا کر دیا۔

بیک لحظہ از حلم عالم پناہ ہزاران سر سروران شد تباہ

تواریخ میں درج ہے کہ ذوالجو تاتاری کے فنا ہونے کے بعد سرینگر کی گیارہ
خاندانوں نے دوبارہ بنیاد ڈالی۔ راجہ سہدیو کا سپہ سالار رام چندر رینہ
ذوالجو کے خوف سے لار کے قلعہ گگنہ گیر میں روپوش رہا۔ اس کے ساتھ شاہ میر
اور لداخ کے واکا تانیا کا لڑکا ریچنا اس قلعہ میں بھی مقیم تھے۔ رینچن ارتخی [?]
نے قلعہ گگنہ گیر میں لداخی ساتھیوں کی مدد سے سہدیو کے سپہ سالار رام چندر
رینہ کو قتل کر کے ۴۳۹۶ء لوگک سال مطابق ۱۳۲۰ء مطابق ۷۲۰ھ
کشمیر کا بادشاہ بن گیا۔ اس کے عہد میں جناب بلبل شاہ ترکستان
سے آکر وارد کشمیر ہوا۔ رینچن شاہ اس کے اثر سے مسلمان ہوا۔ انہوں نے
رینچن شاہ کا اسلامی نام "صدرالدین" رکھا۔ بادشاہ کا مسلمان ہونے کی
وجہ سے اکثر بدھ مذہب کے لاتعداد لوگ مسلمان ہوئے اور خاص کر رینچن شاہ
کے بیشتر امرا جن میں رام چندر رینہ کا لڑکا راون رینہ اور اس کی بہن
کوٹہ رانی زوجہ رینچن شاہ بھی مسلمان ہوئے۔ اس طرح کشمیر میں اسلام
کو شاہی سرپرستی حاصل ہوئی اور کشمیر میں اسلام سرعت کے ساتھ پھیلنے لگا۔
رینچن کی وفات ۷۲۳ھ مطابق ۱۳۲۳ء مطابق ۴۳۹۹ء لوگک سال میں ہوئی۔
اور جناب بلبل شاہ کا وصال ۷۲۷ھ مطابق ۱۳۲۷ء مطابق ۴۴۰۳ء لوگک سال میں
ہوا۔ ۴۴۱۵ء لوگک مطابق ۱۳۳۹ء مطابق ۷۳۹ھ میں شاہ میر جو سلطان
شمس الدین کے نام سے کشمیر کا بادشاہ بن گیا۔ سلطان شمس الدین کے خاندان نے کشمیر پر
یکے بعد دیگرے ۱۹ سلطانوں نے قریباً ۲۱۶ سال تک حکومت کی ہے ۹۶۲ھ
مطابق ۱۵۵۵ء کو چک خاندان کا غازی خان چک کشمیر کا سلطان بن گیا۔
اس کے بعد اس کا دوسرا بھائی حسین چک نے حکومت کی۔ اس کے بعد
اکبر آیا کشمیر پر ستمبر ۱۵۸۶ء میں قبضہ ۱ -

اس کا تیسرا بھائی علی شاہ چک نے ۸ سال تک حکومت کی۔ اس کے بعد
اس کے لڑکے یوسف شاہ چک نے پہلے بار قریباً ۲ ماہ تک حکومت کی۔
پھر یوسف شاہ چک دوسری دفعہ ۹۸۸ھ مطابق سنہ ۱۵۸۰ء میں کشمیر
کا حکمران ہوا۔ اس طرح چک خاندان نے قریباً ۳۲ سال تک کشمیر پر حکومت
کی۔ شاہ میری سلطانوں کے عہد میں پہلی دفعہ ۱۵۲۷ء سے قریب
بابر نے کو چک بیگ اور شیخ علی بیگ کے ماتحت مغل فوج کشمیر پر حملہ
کرنے کیلئے بھیجی، لیکن کشمیر کے بہادر کاجی چک نے مغل فوج کو بری طرح
شکست فاش دی۔ ۱۵۲۸ء میں مغل فوج پھر کشمیر پر حملہ آور ہوئی۔ ۱۵۳۱ء
میں بابر بادشاہ کے دوسرے فرزند مرزا کامران نے محرم بیگ اور شیخ علی بیگ
کی معیت میں وادی پر حملہ کروایا۔ آخر ناکام ہوکر وہ بارہمولہ کے راستہ سے
واپس چلا گیا۔ ۱۵۳۳ء میں مرزا حیدر دوغلت نے کشمیر پر حملہ کیا، اور
اس بار صلح کرکے واپس چلا گیا۔ ۱۵۴۰ء میں مرزا حیدر دوغلت نے دوسری
دفعہ کشمیر پر حملہ کیا، اور اس بار وہ کامیاب ہوا اور اس نے شاہ میری خاندان
کے سلطان نازک شاہ کو کشمیر کا حکمران بنایا اور خود درپردہ حکومت چلاتا تھا۔
اس دوران کاجی چک افغان حکمران شیر شاہ سوری کے دربار میں حاضر ہوا۔
شیر شاہ سوری کشمیری بہادر کاجی چک کے متعدد زخموں کو دیکھ کر بہت
متاثر ہوا۔ اس کو خانساماں کا خطاب دیا اور اس کو فوجی امداد بھی دی۔
مگر کاجی چک مرزا حیدر کو شکست دینے میں کامیاب نہ ہوا۔ مرزا حیدر نے
۹۵۷ھ یعنی دس سال تک کشمیر پر حکومت کی۔ ۹۵۷ھ مطابق ۱۵۵۰ء
مطابق ۴۶۲۶ ء لوک سال میں مرزا حیدر کشمیر میں ایک لڑائی میں مارا گیا۔

مرزا حیدر کے قتل ہونے کے بعد کشمیر پر چکوں کی حکومت قائم ہوئی جب کشمیر کا حکمران یوسف شاہ چک ۹۸۶ھ میں دوسری دفعہ بنا، تو اکبر بادشاہ نے اس کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کیلئے کئی بار بلایا اور اس غرض کے حصول کیلئے متعدد سفیروں کو بھیجا، مگر یوسف شاہ چک اپنی حکومت کے امراء وغیرہ کے مشورہ کے مطابق اکبر کے پاس حاضر ہونے سے قاصر رہا۔ یہاں تک اکبر بادشاہ نے بلا کسی جواز کے کشمیر پر ۹۹۳ھ میں راجہ بھگوان داس کی سرکردگی میں بھاری فوج کے ساتھ حملہ کیا۔ کشمیری فوج نے بڑی بہادری سے لڑ کر اکبر بادشاہ کی عظیم فوج کو نہایت ہی بری شکست فاش دی۔ اس لڑائی میں کشمیر کی بہادر فوج نے اکبر بادشاہ کی فوج کا گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دی۔ آخر شکست سے دوچار ہو کر بھگوان داس نے یوسف شاہ کے پاس صلح کرنے کی غرض سے اپنے ایلچی بھیجے اور انکے ذریعے یوسف شاہ سے حلفیہ وعدہ کیا کہ وہ اکبر بادشاہ اور یوسف شاہ کے مابین صلح کرے گا۔ یوسف شاہ راجہ بھگوان داس کے وعدوں پر بھروسہ کر کے اپنے امراء اور فوج کے سپہ سالاروں کی مصلحت کے بغیر ہی بہانہ بنا کر اپنی فوج کا معائنہ کرتے وقت بھاگ کر بھگوان داس کے پاس چلا گیا۔ بھگوان داس نے اس کو اکبر بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اکبر بادشاہ نے یوسف شاہ کے ساتھ کئے گیا معاہدہ اور وعدوں کو پس پشت ڈال کر یوسف شاہ کو ۲۲ سال تک قید میں رکھا۔[1] اس کے بعد اکبر بادشاہ نے دوبارہ قاسم خان میر بحر کی سرکردگی میں کشمیر پر ایک بھاری فوج کے ساتھ حملہ کیا۔ یوسف شاہ کے لڑکے یعقوب چک نے اکبری فوج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ مگر بدقسمتی کی وجہ سے یعقوب چک نے

---

[1] : کشمیریوں نے اس کے بھاگ جانے کی تاریخ "نیو گرفتار گو" لکھی ہے۔
۹۹۳ھ = ۲۲۲+۹۰۱+۶۶

قاضی موسیٰ جو ملک کا قاضی تھا جس کو یوسف شاہ چک اور اس کا باپ علی شاہ چک
عزت کرتے تھے۔ یعقوب چک نے اپنی حکومت کے دوران مذہب کے نام پر انکو بلا وجہ
شہید کیا۔ اس عظیم سانحہ کی وجہ سے کشمیر کے شیعہ اور سنی مسلک کے اکثر لوگ
یعقوب چک سے ناراض ہو کر اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ نتیجہ کے طور پر یعقوب چک
کو ملک کی حکومت سے ہاتھ دھونا پڑا۔ اس عہد کے دونوں شیعہ مسلک کے مورخین
حیدر ملک چاڈورہ اور طاہر مورخ بہارستان شاہی نے اپنی اپنی تاریخ میں لکھا ہے
کہ قاضی موسیٰ کو شہید کرنے کی وجہ سے یعقوب شاہ کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ اور کشمیر
پر اکبر بادشاہ کو قبضہ کرنے کا موقع میسر ہوا۔ اکبر بادشاہ نے کشمیریوں کی آپسی
ناچاقی سے فائدہ اٹھا کر اس نے کشمیر کے حکومت کے اکثر امراء جن میں حیدر چک
وغیرہ تھے، ان کو جاگیریں دے کر اپنے طرفدار بنائے۔ یعقوب چک کے
اکثر فوجی سپہ سالاروں جن میں محمد بٹ، یوسف خان بن حسین چک، حیدر ملک
چاڈورہ، علی ملک چاڈورہ، میر حسی، شنگی چاڈورہ، بابا خلیل اللہ،
ابیہ خان وغیرہ کو بھی اپنا طرفدار بنایا۔ اس کے علاوہ کشمیر کے دیگر
بہادروں کو جنہوں نے اکبر بادشاہ کی اطاعت کرنے سے انکار کیا، انکو قیدی بنا
کر ہندوستان میں قید رکھا۔ ان میں سید مبارک خان بیہقی، شمس چک ولد دولت چک
وغیرہ تھے۔ اس طرح اکبری فوج جن کا رہبر بقول اس عہد کے سنسکرت مورخ
شرکیشہ ہا، [?] شُک پنڈت، "حیدر چک" تھا نے ۲ رکاتہ تک ۱۵۰۹ سمت شاکا مطابق ۲۲ اکتوبر
مطابق ۹۹۵ھ بروز اتوار کشمیر پر مکمل قبضہ کیا۔ قبضہ کرنے کے بعد اکبر بادشاہ
نے اپنے ماتحت صوبہ داروں کے ذریعے کشمیریوں کا قتل عام کروایا۔ اور کشمیر کے
بہادروں جن میں چک، بیہقی وغیرہ تھے مختلف ظالمانہ طریقوں، فریب کاری

اور دھوکہ بازی سے قتل کروایا۔ جن کشمیری بہادروں کو کشمیر سے جلائے وطن کیا گیا تھا، اُن کو کشمیر آنے کی اجازت نہیں تھی۔ اکبر بادشاہ کے عہد کا اُس کا کشمیری ملازم (پرچہ نویس) مورخ طاہر بہارستان شاہی جس کو ہندوستان سے کشمیر اور کشمیر سے ہندوستان آنے اور جانے کیلئے کوئی ممانعت نہ تھی، اور جو یوسف شاہ چک کا نزدیکی رشتہ دار تھا۔ اِسی لئے اُس نے اپنی تاریخ میں اپنا نام کھُلے طور پر آشکار نہیں کیا ہے۔ یاد رہے مذکورہ مورخ بہارستان شاہی نے اپنی تاریخ میں اکبر بادشاہ کے نام کے ساتھ اکثر دعائیہ فقرے مثلاً "خلافت پناہ"، جنت آشیانی"، عالم پناہ"، "جہاں پناہ" اور "خلائق پناہ" وغیرہ لکھے ہیں۔ بدیں وجہ وہ اکبر بادشاہ کا محب عیاں طور پر معلوم ہوتا ہے۔ مورخ بہارستان شاہی کشمیریوں کے قتل عام کرنے کے واقعات کا ذمہ دار بجائے اکبر بادشاہ اور اُس کے مقرر کردہ کشمیر کے صوبہ داروں، خود کشمیریوں کو ہی قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں اُس کی تاریخ سے اقتباس ملاحظہ ہو:۔

"بعد ازاں تمام سپاہیان این دیار تن در زبونی جہت طلب رزق و زر نگار در خدمت جاگیرداران (اکبر بادشاہ) این دیار رجوع آوردند۔ محب علی کہ یکے از خدمتگاران میرزا یوسف خاں (صوبہ دار کشمیر) جہت فوجداری پرگنہ دچھین پارہ دکھاور پارہ متعین بود، جماعۂ از سپاہیان این دیار بخدمت او رجوع آوردند، او درمیان عہد و پیمان معتبر با یمان نمودہ در چشمہ مچھ بون بہ بہانہ چہرہ نویسی ہمہ را جمع گردانیدہ بقتل رسانیدہ از خون مسلمانان جوئہائے خون چون آب چشمہ مچھ بون جاری ساختہ"

"غور طلب بات ہے کہ محب علی صوبہ دار کشمیر شامل میرزا یوسف خان کا ملازم تھا۔ وہ اکبر بادشاہ اور صوبہ دار کی مرضی کے بغیر ایسا شدید قتل و غارت کا اقدام کس طرح کر سکتا تھا۔ مگر مورخ بہارستان شاہی بجائے اکبر بادشاہ اور میرزا یوسف خان صوبہ دار کشمیر، کشمیریوں کو ہی اس قتل و غارت کا ذمہ دار قرار دیتا ہے۔ {بہارستان شاہی ترتیب ڈاکٹر حیدری صفحہ نمبر ۴۳۹}

"بعد ازین واقعہ بعض مردم حسین چک ولد شمس چک کو لپوارہ باتفاق مردم سرحد کمراج با جمیل بیگ را بقتل آوردہ ...... ناچار ملا جمیل بیگ فرصتِ وقت بکام دلِ دوستان یافتہ در موضع ریگی پورہ تمام دشمنان را بخاک تیرہ سپردند و برابر ساختند۔" (بہارستان شاہی صفحہ نمبر ۴۳۹)

اسی طرح اکبر بادشاہ کے ایماء پر روزانہ سینکڑوں کشمیریوں کو قتل کیا جاتا تھا۔ محلہ رینہ واری میں محمد قلی خان صوبہ دار نے بے شمار کشمیریوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ مورخ بہارستان شاہی اس قتل عام کا ذمہ دار کشمیریوں کو قرار دیتا ہے۔

"و حبیب خان ابن حسین نایک بمعرض ہلاک آورد۔ یوسف چک را بدست یعقوب شاہ سپردہ بانواع عقوبت تباہ ساخت و علی خان ولد یوسف خان و علی خان ولد نوروز چک را بدست حاتم خان بقتل آوردہ۔ الغرض بہمین منوال آن ہفدہ نونہال از گلبن آمال باغبان ...... از بیخ و بُن مستاصل گردانیدہ، رسوا و خوار زار در کوچہ و بازار موضع رینہ واری بر تابیدہ و ہیچ کس را بہ تجہیز و تکفین آن جماعہ مرخص نہ گردانید و الا مردم محلہ جہت رفع عفونت و فتن وطن از آنجا برداشتہ در دشت گاہ کوزہ گران درمیان خاک و خاکستر لاشہ ہائے آنہا متواری ساختند۔" (بہارستان شاہی ترتیب ڈاکٹر حیدری صفحہ نمبرات ۴۲-۴۳۹)

کشمیر کے اکثر بہادر جنکو اکبر نے کشمیر سے جلائے وطن کر کے ہندوستان بھیجا تھا وہ وہاں ہی سپرد خاک ہو گئے۔ اُن میں سید مبارک خان بیہقی جو ۹۹۴ھ میں فیروز آباد میں دفن ہوئے۔ ابیہ خان ولد ابدال خان چک جس نے شیر افگن کو مارا، اسکا مدفن آستانہ بہرام سقا بردوان میں ہے۔ یوسف خان ولد حسین خان چک صوبہ بنگال کے سلیم آباد میں دفن ہے شمس چک ولد دولت چک صوبہ دکن کے برہان پور میں دفن ہے۔ یوسف شاہ اور اسکی ملکہ حبہ خاتون کا لے پالک فرزند قاسم خان صوبہ بنگال کے موضع مانڈرہ میں دفن ہے سید مبارک خان بیہقی کے دونوں فرزندان سید ابو المعالی اور سید ابراہیم خان کو ٹھٹھہ سندھ بھیج دیا گیا۔ مگر تاریخ میں ان کے مدفن کے بارے میں کوئی ذکر نہیں کہ کشمیر کے بہادر بہرکیف جب ۱۲ سال کی قید کے بعد اکبر بادشاہ نے یوسف شاہ کو رہا کیا تو اسکو باضابطہ بہار میں جاگیر دی۔ یوسف شاہ نے اپنا سارا اہل و عیال اپنی جاگیر بہار میں لایا تھا جس میں اسکی ملکہ حبہ خاتون بھی تھی۔ یوسف شاہ کا لڑکا یعقوب چک کا عیال بھی لیکر اپنی جاگیر بہار میں رہائش پذیر تھے۔ یعقوب شاہ کی وفات کے بعد بہار کی جاگیر بقول مورخ بہارستان شاہی راجہ مان سنگھ نے وہ جاگیر یوسف شاہ چک کے متبنیٰ فرزند قاسم خان کو دے دی۔ یوسف شاہ، یعقوب شاہ چک اور ملکہ حبہ خاتون کے مقبرے باضابطہ بہار کے موضع بسوک میں موجود ہیں مورخین کشمیر جنہیں محمد اعظم دیدہ مری نے "واقعات کشمیر" صفحہ نمبر ۱۱۸ پر لکھا ہے کہ ۱۱۶۰ھ میں یوسف شاہ کی نسل اکبر آباد اور برہان پور میں بود و باش کر رہے تھے مورخ حاجی محمد اسلم منعمی نے اپنی تاریخ "گوہر عالم" میں لکھا ہے کہ ۱۱۶۰ھ میں نے یعقوب چک کی اولاد سے اکبر آباد میں "نور نامہ" کی نقل کاپی حاصل کی۔

سوپور بارہمولہ ۸ نومبر ۱۹۹۳ء ناچیز: جی آر بٹ سوپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملکہ حبہ خاتون کے بارے میں کچھ بیان کرنے سے پہلے اِس بات پر غور کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کشمیر کی تاریخ سے بعض نابلد افراد نے ملکہ حبہ خاتون کے بارے میں لکھا ہے کہ "ملکہ حبہ خاتون نہیں تھی"۔ اِس طرح انہوں نے تاریخ کو مسخ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ حالانکہ کشمیر کے اکثر مورخوں نے اپنی اپنی تاریخ میں ملکہ حبہ خاتون کا ذکر کیا ہے، جن میں مورخ تاریخ شالق، مورخ پنڈت بیربل کاچرو، مورخ تاریخ کشمیر خلیل مرجانپوری، مورخ تاریخِ حسن غلام حسن شاہ گامرو، مورخ تاریخ کبیر غلام محی الدین مسکین، مورخ وجیز التواریخ غلام نبی خانیاری، گلزارِ کشمیر دیوان کرپا رام، مورخ محمد دین فوق اور مورخ گلستانِ کشمیر وغیرہ ہیں اور ان کے علاوہ حبہ خاتون کا اِس سلسلے میں اپنا دردبھرا کلام کشمیری موسیقی کے قلمی تالیف میں بھی آج موجود ہے اور اس کا کلام آج کل بھی زبان زد عوام ہے۔

اِن مندرجہ بالا تواریخی شواہد کے پیش نظر اگر ہم تواریخ میں

لکھے گئے ایسی فرد کی حقیقت کو بغیر تحقیق جھٹلائیں، تو اس صورت میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کشمیر کی تواریخ میں درج بادشاہوں یا دیگر کشمیر کے مشہور و معروف اشخاص، شعراء، سادات کرام اور اولیاء کرام وریشیان کشمیر کو کیسے تسلیم کریں گے؟ جیسے لل دید یعنی للہ عارفہ کو کیسے تسلیم کر سکتے ہیں؟ حالانکہ للہ عارفہ کشمیر کی تاریخ میں پہلی عورت ہے جس کو شاعرہ مانا جاتا ہے۔ جس کے متعلق کشمیری تواریخ صحیح حالات بہم نہیں کر سکتی ہے کیونکہ للہ عارفہ کے دور کے ہم عصر اور نزدیکی دور کے سنسکرت مورخین نے اُس کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ سنسکرت مورخ پنڈت جون راج جو سلطان زین العابدین کا سرکاری مورخ تھا، جو للہ عارفہ کے زمانے سے قریب کا تعلق رکھتا تھا، کوئی ذکر اپنی تاریخ میں واضح طور پر نہیں کیا ہے۔ اُس نے اپنی تاریخ "زینہ راج ترنگنی" میں مبہم الفاظ میں شری تا ئے لا (یوگنی) کا مبہم نام ذکر کیا ہے اور جو بقول جون راج مورخ یوگنیوں کی سردار (گرو) تھی۔ جون راج مورخ کی اسی مہمل اور مبہم بات کو کشمیر کے بعد کے فارسی مورخین نے بلا تحقیق اسی یوگنی کے سردار کو للہ دید سمجھ کر تاریخ میں اسی کا نام لکھا ہے۔ اسی طرح جون راج کے بعد کشمیر کے دیگر سنسکرت مورخین شری ور (شری ویر)، پراجیہ بھٹ اور شک بھٹ وغیرہ نے اپنی اپنی تاریخ میں کہیں بھی للہ دید کا

نام نہیں لیا ہے۔ ان سنسکرت مورخین کا عہد سلطان بڈشاہ زین العابدین سنہ ۸۲۳ - ۸۷۴ھ (مطابق سنہ ۱۴۲۰ - ۱۴۷۰ء) سے شروع ہو کر اکبر بادشاہ کے کشمیر پر قبضہ سنہ ۹۹۶ھ (مطابق سنہ ۱۵۸۸ء) تک تھا۔ گویا سنہ ۱۵۸۸ء تک کشمیر کے پنڈتوں نے للہ دید کا کوئی ذکر تاریخ میں نہیں کیا ہے اور نہ ہی وہ غالباً للہ دید کے حالات سے واقف تھے۔ بلکہ کشمیر کے پنڈتوں نے قریباً سنہ ۱۸۰۰ء کے بعد سے للہ دید کے بارے میں اپنی طرف سے معلومات لکھنے شروع کئے[۱]۔ اس کے برعکس پہلی بار فارسی مورخوں نے للہ دید کا ذکر "تذکرۃ العارفین" کے مولفہ جناب ملا علی رینہ برادر اصغر جناب شیخ حمزہ مخدوم کشمیری نے قریباً سنہ ۹۰۰ھ میں کیا ہے۔ ان سے قبل حضرت شیخ العالم شیخ نور الدین نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے سنہ ۷۷۹ - ۸۴۲ھ میں اپنے کلام میں للہ عارفہ[۲] کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اپنے کلام میں للہ دید کے بارے میں فرمایا ہے ـــــ کہ "للہ دید" ہماری پیر دگور ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ "اے اللہ! یہی درجہ (ور) مجھے بھی عطا کر، جیسا کہ آپ نے للہ دید کو

۱۔ اس سلسلے میں مزید معلومات کیلئے راقم کا مقالہ "للہ دید تواریخ اور تذکروں کے آئینے میں" مطبوعہ "اردو شیرازہ" اکیڈمی کشمیر کا مطالعہ کیجیے۔

عطا کیا ہے۔ اس سلسلے میں ان کا کلام ملاحظہ ہو ؎

تس پدمان پوڑچھ کلیے
تیمہ سکلے امرت پیوہ
سوو سانیہ اوتار لوپیے
تیتھی میبہ ور دِتو دِیوہ

ترجمہ:۔ پدمان پور (پانپور) کی للہ عارفہ، جس نے گھونٹ گھونٹ آب حیات پیا ہے۔ وہ ہماری بھی اوتار تھیں۔ اے خدا! مجھے بھی ایسا ہی درجہ عطا کر۔

حضرت شیخ العالمؒ کے مندرجہ بالا کلام کے پیش نظر یہاں پر اس بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ جیسا کہ ہر مسلمان اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ اگر للہ عارفہ اسلام سے وابستہ نہ ہوتی، تو پھر یہ ناممکن تھا کہ حضرت شیخ العالمؒ اللہ تعالیٰ سے اس طرح کی دعا کرتا کہ ان کو بھی ایسا ہی درجہ (ور) عطا ہو۔ حضرت شیخ العالمؒ کے مندرجہ بالا کلام کے مطلب سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ للہ عارفہ اسلام سے وابستہ تھی۔ مزید برآں سب سے پہلے مسلمان تذکرہ نویسوں نے ہی للہ دید کا نام پہلی بار اپنے تذکروں میں لکھا ہے۔ ان تذکروں اور تواریخ کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ وہ اسلام سے تعلق رکھتی تھی۔

بہرکیف کشمیر کے دونوں ہندو اور مسلمان للہ دید کو
اپنے اپنے دین سے وابستہ جانتے ہیں، اور دونوں اس کو اپنے
اپنے مذہب کے مطابق نیک سیرت اور خدا پرست مانتے ہیں۔
للہ عارفہ کا ذکر میں نے یہاں پر ضمنی طور پر کیا ہے، ورنہ اس
کا ذکر کرنا یہاں پر میرا مقصد نہیں، یہاں میں نے اس کا
ذکر بطور مثال پیش کیا ہے۔ مندرجہ بالا حوالہ کے پیش نظر جب
للہ دید کی حقیقت سے کسی کو انکار نہیں، تو پھر حبہ خاتون
جس کا ذکر کشمیر کی تواریخ اور تذکروں میں پایا جاتا ہے، پھر اس سے
کیسے انکار کیا جا سکتا ہے؟ جب کہ اس کا کلام آج بھی لوگوں
کی زبان پر ہے؟ اب رہا سوال اس وقت کے مورخوں کا جن
میں مورخ بہارستان شاہی، طاہر، اور حیدر ملک چاڈورہ
ہیں، انھوں نے حبہ خاتون کے بارے میں کیوں نہیں لکھا ہے۔
ان کی تاریخ سے دو ہی وجوہ معلوم ہوتے ہیں، ان میں سے
ایک یہ کہ ان کی تاریخوں میں چک بادشاہوں کی کسی بیگم کا نام
نہیں ملتا ہے اور نہ ہی یہ لکھا گیا ہے کہ کس چک بادشاہ کی کتنی
بیگمات تھیں، حتیٰ کہ بہارستان شاہی کے مولف طاہر نے اپنی
تاریخ میں علی شاہ چک کی دوسری بیوی جو کشتواڑ کے راجہ
بہادر سنگھ کی لڑکی تھی کے ساتھ شادی کرنے کا ذکر نہیں کیا
ہے حتیٰ کہ علی شاہ چک کے کشتواڑ پر حملہ کرنے کا اپنی تاریخ میں

ذکر کیا ہے، اور نہ ہی اس کے پوتے یعقوب شاہ چک کی شمکردیاں کے ساتھ شادی کا ذکر کیا ہے۔ جو علی شاہ چک نے ۹۸۵ھ میں دوسرے حملے کے بعد اپنے پوتے یعقوب چک کی شادی کشتواڑ کے راجہ کی بہن سے کی تھی۔

یہ واقعہ کشمیر کی ہر تاریخ میں درج ہے، ما سوائے بہارستان شاہی کے۔ اس کی وجہ صرف یہ دکھائی دیتا ہے کہ مورخ بہارستان شاہی، جو راقم کی تحقیق کے مطابق علی شاہ چک کی پہلی بیوی کی طرف سے اس کا رشتہ دار ہے۔ وہ علی شاہ چک کی دوسری شادی سے خوش نہیں ہے، اس لئے اس نے علی شاہ کے حملہ کشتواڑ کا ذکر نہیں کیا ہے، پھر شادی کرنے کی اطلاع کس طرح دیتا۔ مصنف کا اس بات کا بھرم اس وقت کھل جاتا ہے کہ جب وہ اپنی تاریخ میں اختتام کے قریب لکھتا ہے کہ یعقوب شاہ چک نے جب سنہ ۹۹۵ھ میں اکبری فوج سے شکست کھائی تو وہ کشتواڑ بھاگ گیا۔ کشمیر کی اکثر مورخین نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب یعقوب چک نے اکبر کی فوج سے شکست کھائی تو وہ "اپنے سسرال کشتواڑ چلا گیا"۔ مگر ان مورخین میں صرف

له - اس سلسلے میں اس بات پر سیر حاصل بحث راقم کے بہارستان شاہی کے اردو ترجمہ کے فٹ نوٹس کا ملاحظہ کیجیے۔

مورخ بہارستان شاہی ہے، جس نے اس وقت بھی اس بات
کا اپنی تاریخ میں ذکر نہیں کیا ہے کہ "یعقوب چک اپنے سسرال
کشتواڑ چلا گیا۔" بلکہ صرف متعدد بار لکھا ہے کہ "یعقوب چک
کشتوار رفت" اور "یعقوب چک از کشتوار بر آمده"۔
اس طرح مورخ مذکور نے حقیقت پر پردہ ڈالا ہے۔ دوسری
وجہ یہ بھی ہے کہ چک حکمران اپنی بیگمات کے نام لکھنا بھی
معیوب سمجھتے تھے

اس عہد کا دوسرا اہم عصر مورخ حیدر ملک چاڈورہ نے اپنی
تاریخ میں علی شاہ چک کے حملہ کشتوار اور اس کی شادی وغیرہ
کا ذکر کیا ہے۔ اس کی بیوی کا نام اس نے "فتح خاتون" لکھا ہے
اور پھر جب علی شاہ چک نے دوسری بار کشتوار پر ۱۵۷۳ء میں حملہ
کیا تو بہادر سنگھ راجہ کشتوار نے اپنی بہن شنکر دیوی کی
شادی علی شاہ کے پوتے یعقوب چک پسر یوسف شاہ چک سے
کی۔ غرض تاریخ میں ان ہی دو چک بادشاہوں کی غیر مسلم دو
بیویوں کے نام درج ہیں، اور اس کے علاوہ اہل سنت والجماعت
کے مورخوں نے کاجی چک کی بہن جو محمد شاہ بن حسن شاہ، بادشاہ
کشمیر کے نکاح میں تھی، جس کا نام انہوں نے "صالحہ ماجی" لکھا
ہے، جس نے میر شمس الدین محمد عراقی کے خانقاہ معلی کی تعمیر میں
دیری کرنے کی وجہ سے اس کی دوبارہ تعمیر اپنے زیورات کی رقم

سے کروائی تھی، جس کا ذکر تاریخ میں موجود ہے۔
راقم کی نظر سے موسیٰ رینہ وزیراعظم فتح شاہ، بادشاہ کشمیر
اور جو میر شمس الدین محمد عراقی کا رشتہ دار اور مورخ کشمیر
ملک حیدر چاڈورہ کا چچا تھا، کی بیگم کی قبر کے نقش شدہ کتبہ کا
پتھر جس کو سرینگر کی ایک مسجد کی دیوار میں لگایا گیا ہے، گذرا ہے
جس پر کتبہ بدیں طور پر لکھا ہوا ہے۔ "حرم ملک موسیٰ رینہ"
اس پر اس کی بیگم کا نام نہیں لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح راقم نے
کشمیر کے "تواریخی مزارات" میں بھی صرف بڈشاہ کی بیہقی بیگم کا
نام "مخدومہ خاتون" اس کی قبر بہاؤ الدین گنج بخش کے قبرستان
میں کتبہ لکھا ہوا دیکھا ہے۔ اس کے علاوہ بڈشاہ کی دیگر دو [illegible]
کی غیر مسلم بیگمات جن کے بطن سے بڈشاہ کے تین فرزند پیدا ہوئے
تھے، کی قبروں پر صرف اصلی نام کے بجائے "حرم سلطان
زین العابدین" لکھا ہوا ہے۔ ان کی قبریں جن میں ایک بیگم کی
قبر چھتہ بل سرینگر میں اور دوسری کی قبر صراف کدل سرینگر میں
پیر حاجی محمد کے قبرستان میں موجود ہے۔ اور سلطان حسن شاہ
کی بیہقی دو بیگمات کی قبروں پر ان کے نام مبارک خاتون اور
حیات خاتون بہاؤ الدین گنج بخش کے مزار میں نقش شدہ ہیں
جبکہ حکمرانوں کے مزار میں ان کی بیگمات کی قبروں پر ان کے نام
لکھے ہوئے نہیں پائے گئے ہیں۔

تواریخ کے مطالعہ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ ملکۂ حبہ خاتون نے قریباً ۱۲ سال کے بعد یوسف شاہ چک کی اکبر کی قید سے رہا ہونے کے بعد اس کے ساتھ ہندوستان (بہار) میں رہ کر زندگی کے آخری ایام گذارے ہیں۔ جیسا کہ تواریخ میں درج ہے کہ اکبر نے ۹۹۴ھ میں کشمیر کے آخری آزاد حکمران یوسف شاہ چک اور اس کے بعد اس کے بیٹے یعقوب شاہ چک کو ہندوستان میں قید رکھ کر بعد میں قید سے رہا کر کے ان کو بہار میں جاگیر دی جہاں انہوں نے اپنے عیال کے ساتھ زندگی کے باقی دن گذار دیئے۔

اس بات کا ذکر کشمیری تواریخوں کے علاوہ اکبر بادشاہ کے اس وقت کے مورخین وغیرہ نے بھی اپنی تواریخ میں کیا ہے جن میں اکبر نامہ کا مولف ابوالفضل، فرشتہ اور ماثر الامراء کے مولف بھی ہیں۔ ان کی تواریخ سے اقتباسات ملاحظہ ہوں:-

(۱) "شنبہ ششم دی ۹۹۶ھ ابوالفضل مرزبان کشمیر یعنی یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر را از زندان بر آوردہ نوازش فرمودہ او را در صوبہ بہار جاگیر دادند۔" (اکبر نامہ صفحہ نمبر ۵۲۵ سال جلوس ۳۲)

(۲) "پدر و پسر یعنی یوسف شاہ و یعقوب شاہ داخل امرای بادشاہ شدہ در ولایت بہار جاگیر یافتند۔" (تاریخ فرشتہ صفحہ نمبر ۳۴۷)

(۳) سال سی و دوم (جلوس) (یوسف شاہ) از زندان بر آوردہ در حدود بہار جاگیر تنخواہ شد و تعینات صوبہ بنگالہ گردید۔ (ماثر الامرا جلد سوئم صفحہ نمبر ۹۵۶)

تاریخ کشمیر "گوہر عالم" کا مشہور مؤلف محمد اسلم منعمی نے اپنی تاریخ کی ابتدا میں فولیو نمبر ۲ پر لکھتے ہیں کہ میں ۱۱۸۰ھ میں اتفاقاً دارالخلافہ اکبر آباد چلا گیا تھا، جہاں میری ملاقات چک حکمران کے آخری بادشاہ یعقوب چک کے پسماندگان اولادوں سے ہوئی، اور ان سے میں نے "نورنامہ" جو حضرت شیخ نورالدین ولیؒ کا کلام کا مجموعہ تھا، اور جس کا ترجمہ سلطان زین العابدین (۸۲۳ھ تا ۸۷۷ھ) کے مشہور مورخ و شاعر مولانا احمد علامہ کشمیری نے بزبان فارسی کیا تھا، اور جس کا نام اس نے "مراۃ الاولیاء" رکھا تھا، حاصل کیا، اور اس کا نقل میں نے خود کیا۔ اس قلمی نسخہ سے کشمیر کے پانڈوؤں کے حالات اخذ کر کے اپنی تاریخ (گوہر عالم) میں درج کئے ہیں۔ اس سلسلے میں گوہر عالم کے مؤلف کا اقتباس ملاحظہ ہو:۔

"۔۔۔۔۔ و حال و حکایات پیشینان از زبان کرامت بیانش سر زد بزبان کشمیری مریدان و مخلصانش آن کلام الہام را ترجمان ساختہ و بہ "نورنامہ" موسوم گردانیدند۔

خدمت مولانا احمد علامہ کشمیری کہ معاصر و مادح سلطان زین العابدین بود، "نور نامہ" مذکور را بزبان فارسی ترجمہ مدقق نگاشتہ و آیات و احادیث، سوالی شاہد، اقوال حضرت شیخ نورالدین ولیؒ آوردہ و آن را بہ "مراۃ الاولیاء" موسوم نمودہ و آن رسالہ مکرمہ در خزائن پادشاہان بود. سلطان یعقوب چک کہ آخرین ملوک آن دیار است و بہ چکان معروف بود و ہنگام فرار از آن دیار آن نسخہ ترجمہ را با خود بہند آوردہ، در دست اولاد آن پادشاہ نامدار کہ از عہد اکبر پادشاہ ساکن مستقر الخلافت اکبرآباد اند، ماند، اتفاقاً در سال ہزار و یک صد و ہشتاد و ہشت ۱۱۸۸ھ داعی را کشش آبخور دنیا بہ تہمی از سرکار لکھنؤ در لشکر نواب وزیر کہ در سرکار آنجا دایرۂ دولتش برپا بود، کشیدہ. یکی از فرزندان آن پادشاہ نامی کہ بزیور علم پیرایۂ شجاعت و سخاوت چون آبای خویش آراستہ و پیراستہ بود و رفاقت نواب وزیر بسبب مخالفت زمانہ بکرکرہ اختیار فرمودہ بود مسارعت وقت داعی را روز و شب روز بہ آن در تاراج سلطنت و خلافت طرح بیعت و صحبت دست دادہ بود، چون بہ عزیمت ثانی الضمیر مؤلف مطلع گردید از روی بزرگ منشی

تحریر "نورنامہ" را کہ بدستخط ہوناتی مذکور کہنہ و مشکوک
بہر دور دہور و کرور اعوام و شہور شدہ بود حوالۂ داعی
نمودہ، در تحریر بقلم آن ساعی گردیدہ فی الفور بسرعت ہر چہ
تمام نمود تنقیح کیفیت ابتدائی بنائی آن ملک و پانڈوان و
دیگر بادشاہان ازان رسالہ مختصر کہ نقل بود نوشتہ
[گوہر عالم (تاریخ کشمیر) فولیو نمبر ۲
(کشمیر عربی فارسی مخطوطات ریسرچ لائبریری جموں کشمیر یونیورسٹی)

تاریخ کشمیر گوہر عالم کے مؤلف محمد اسلم منعمی کے مندرجہ بالا
اقتباس سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ چک حکومت
کے آخری بادشاہ یعقوب چک نے جب ۹۹۶ھ میں اکبر بادشاہ
کی اطاعت کی، تو اس نے یعقوب چک کو اپنے باپ یوسف شاہ
چک (بقول دیگر مورخین کشمیر اکبر بادشاہ) کے پاس ہندوستان
بھیج کر نظر بند کر دیا تھا۔ بعد میں جب یوسف شاہ چک ۱۰۰۱ھ
میں انتقال کیا، تو اس کی جاگیر یعقوب چک کو بہار میں دی گئی
اور اسی دوران یعقوب چک کی موت ۱۰۰۱ھ میں زہر دینے
سے واقع ہوئی۔ بقول مصنف بہارستان شاہی یعقوب چک
کے بچے بھی اس وقت بہار میں مقیم تھے، اور جن کے بارے میں
وہ لکھتا ہے کہ بعد میں جب راجہ مان سنگھ نے یوسف شاہ کے
متبنیٰ لڑکا قاسم خان کو یعقوب چک کے بچوں کے پاس بھیج

دیا۔ اُس نے بہار میں پہنچ کر یوسف شاہ کی جاگیر پر زور و زبردستی سے قبضہ کر کے یعقوب چک کے بچوں کو جائداد وغیرہ سے معزول کر دیا۔ اور بعد میں اُن کی شکایت پر راجہ مان سنگھ نے کوئی غور نہیں کیا۔ مصنف بہارستان شاہی کے مؤلف کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب چک کی وفات کے موقعہ پر بہار میں یعقوب چک کی اولاد موجود تھی، اور پھر کشمیر کے مورخ محمد اسلم منعمی کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ سال ۱۱۸۸ھ (مطابق ۱۷۷۱ء) میں یعقوب چک کی اولاد اکبر آباد میں بود و باش کر رہی تھی، جن سے اُس نے "نورنامہ" حاصل کیا تھا۔ یہاں پر اس بات کا تذکرہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر حبیب نے بہارستان شاہی کی ترتیب کے صفحہ نمبر ۲۲۶ پر تحت عنوان "یعقوب شاہ کے بیٹوں کا المناک قتل" لکھا ہے، جو درست نہیں، کیونکہ بہارستان شاہی کے مؤلف کے بیان کے مطابق یعقوب شاہ کے بچوں کو قتل نہیں کیا گیا تھا، بلکہ اُن کی جائداد و مال و اسباب پر "قاسم خان" جو یوسف شاہ چک کا متبنیٰ لڑکا تھا، نے راجہ مان سنگھ کی منظوری سے قبضہ کیا تھا۔ مصنف بہارستان شاہی جو یوسف شاہ چک اور یعقوب چک کا رشتہ دار اور اُن کا ہم عصر تھا، کے اقتباس سے یعقوب شاہ کے بچوں کا قتل کا

مفہوم بھی واضح نہیں ہے، اور اس سلسلے میں مورخ کشمیر
محمد اسلم افنستمی کا مندرجہ بالا بیان بھی ڈاکٹر حیدری کے مرتبہ
کردہ عنوان "یعقوب شاہ کے بیٹوں کا المناک قتل" کی
تردید کرتا ہے کیونکہ اس کے بیان کے مطابق وہ یعقوب شاہ
کے انتقال کے بعد ۱۱۸۶ھ میں اکبر آباد گیا تھا، جہاں اس نے
یعقوب شاہ چک آخری حکمران کشمیر کی پسماندگان اولاد سے
"نور نامہ" حاصل کیا تھا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مذکورہ
آخری حکمران کی اولاد کو قتل نہیں کیا گیا تھا، بلکہ ۱۱۸۶ھ تک
اس کی ذریت دنیا میں برابر چلی آ رہی تھی۔ گویا یعقوب شاہ
کی موت کے بعد قریباً ۱۸۶ سال گزر جانے کے بعد بھی اس کی ذریت
ہندوستان میں موجود ہونے کی نشان دہی ہو جاتی ہے۔
بہارستان شاہی کے مصنف کا بیان جس پر ڈاکٹر حیدری نے
یعقوب شاہ کے اس وقت کے زندہ و سلامت اولادوں کا
"قتل کرنے" کا بے بنیاد، مبہم اور بعید العقل لیبل چسپاں کیا ہے،
جب کہ مصنف (مورخ) کی واضح عبارت کا مفہوم "قتل کرنے" کے
واقعہ کے لیبل کی تردید کرتا ہے۔ مصنف بہارستان شاہی کی واضح
عبارت ملاحظہ ہو:۔

"از انتزاع ایں قصبہ بالکلیہ راجہ مان سنگھ جہت خبرداری
استمالت فرزندان تہمید یا طے نصرت ایشان بگمان برادری

دل سوزی قاسم خان را بآن حدود تعین فرمود۔ آن ناخدا ترس باتفاق جان رکسن را ترگلوئے آن بیگناہ چند از سر لو تاقتہ متوجہ آن حدود گردید، در آنجا رسید۔ جہاں ممکن فرزندان ایشان را بانواع خشونت و انواع اصناف عقوبت معذب داشتہ آنچہ اسباب و املاک و زر و زیور کم در سرکار منکوحہ او ماندہ بود گرفتہ بتصرف خود در آورد و ہیچ کس بغور رسی آں جماعۂ مظلومہ بدر بارہ نواجہ (راجہ) ران سنگھ نہ پرداخت :

ترجمہ :۔ اس ہولناک واقعہ (یعقوب چک کی وفات) کی خبر جب راجہ مان سنگھ نے سنی تو اس نے یعقوب چک کے غم زدہ فرزندوں کی نگہبانی، دلجوئی اور ان کی ماتم پرسی کے لئے اس خیال کے پیش نظر کہ قاسم خان ان کے باپ کا مہاجن تھا اس لئے وہ ان کی ہمدردی اور غم خواری کرے گا، اس لئے قاسم خان کو ان کے پاس بھیج دیا۔ اس ناخدا ترس نے جانے سے پہلے ہی اپنے دل میں یہ تجویز سوچی کہ وہ ان بیگناہوں کو ہر قسم کی سختی اور تکلیف دے گا۔ جب وہ ان کے پاس وہاں پہنچا، تو جس قدر اسے ممکن ہو سکا، اس نے ہر قسم کی زور زبردستی کر کے ان کا سارا مال و اسباب اور زر و زیور جو کچھ ان کو حکومت سے ملا تھا، اکٹھا کر کے اپنے قبضہ میں لایا۔ کسی بھی شخص نے ان مظلوم بیگناہوں

کی سفارش راجہ مان سنگھ کے پاس نہ کی۔

مصنف بہارستان شاہی کے مندرجہ بالا اقتباس سے یہی بات اخذ ہوتی ہے کہ قاسم خان جو یوسف شاہ چک کا متبنیٰ لڑکا تھا، راجہ مان سنگھ نے یعقوب شاہ چک کے انتقال کے بعد اُس کی اولاد کے پاس بہار بھیج دیا تھا تاکہ وہ یعقوب شاہ کے غم زدہ بچوں کی تعزیت اور دلجوئی کرے۔ مصنف بہارستان شاہی جو یعقوب شاہ چک کا رشتہ دار تھا، اور قاسم خان جو یوسف شاہ چک کا متبنیٰ لڑکا تھا، سے عداوت رکھتا تھا۔ اس لئے اُس نے مبالغہ آرائی سے کام لے کر لکھا ہے کہ قاسم خان نے یعقوب شاہ کے بچوں کے پاس پہنچ کر ان کو طرح طرح کی تکالیف اور دکھ دے کر ان کے زر و زیور اور مال و اسباب کو چھین کر اپنے قبضہ میں لے لیا، اور پھر مزید لکھتا ہے کہ راجہ مان سنگھ نے یعقوب شاہ کے مظلوم بچوں کی فریاد پر کوئی غور نہیں کیا۔ جو اس لئے درست معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اگر حقیقت صحیح ہوتی، تو مان سنگھ ضرور اس پر غور کرتا۔ مصنف مذکور کے اس اقتباس کی عبارت سے دوسری اس بات کی بھی نشاندہی ہو جاتی ہے کہ قاسم خان یوسف شاہ کا متبنیٰ (لے پالک) لڑکا تھا، اس لئے یعقوب شاہ کے مرنے پر راجہ مان سنگھ نے قاسم خان کو ہی یوسف شاہ کا وارثِ جائز جان کر یوسف شاہ کی

جاگیر اور مال و اسباب اس کے قبضہ میں دے دیئے، جس پر مصنف بہارستان شاہی ناخوش و ناراض ہو کر قاسم خان کے خلاف مبالغہ آرائی سے کام لیکر اصل حقیقت پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ مصنف بہارستان شاہی کے مندرجہ بالا اقتباس سے یعقوب شاہ کی اولاد کا قتل ہونے کا کوئی مفہوم واضح نہیں ہوتا ہے۔ بقول مصنف بہارستان شاہی کہ قاسم خان یوسف شاہ کا اشتہاری فرزند تھا، تو پھر وہ کیسے یعقوب شاہ کے مرنے کے بعد جاگیر پر قابض ہوتا ہے؟ اور اگر قاسم خان یعقوب چک کا بھائی نہ ہوتا، تو یعقوب چک پھر اپنی جاگیر پر جانے سے قبل قاسم خان سے رخصت لینے کے لئے اس کے پاس کیوں گیا تھا؟ یوسف شاہ کے "لے پالک" فرزند قاسم خان پر غور کرنے سے اس بات کی نشاندہی ہو جاتی ہے کہ یوسف شاہ کی ملکہ حبہ خاتون جو غالباً اولاد نرینہ سے محروم تھی، قاسم خان کو "لے پالک" بیٹا قرار دیا ہوگا۔ ورنہ یوسف شاہ چک خود اپنے بیٹوں کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو "لے پالک" بیٹا نہیں بناتا۔ چونکہ مصنف بہارستان شاہی جو یوسف شاہ کی ماں کی طرف سے اس کا نزدیکی رشتہ دار تھا، قاسم خان کے خلاف تھا، اس لئے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اس نے مبالغہ آرائی سے کام لے کر اس کی غایت بُرائی کی ہے۔ مصنف بہارستان

شاہی کے اس سلسلے میں اُس کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

"قاسم خان کہ بفرزندی یوسف شاہ در افواہ اشتہار پذیر رفتہ بود و مدت یک سال بشومئی زشتی افعال خویش در حبس پادشاہی محبوس بود و راجہ مان سنگھ در آن حین شفیع او شد، او را از آن حبس برآورد و در حقیقت نسل مرد قصاب بودہ"

(ترجمہ):۔ قاسم خان جو یوسف شاہ (بادشاہ کشمیر) کا فرزند ہونا مشہور ہو چکا تھا، وہ اپنے بُرے افعال اور کردار کی وجہ سے بادشاہ کے قید میں تھا، اور راجہ مان سنگھ کی سفارش پر اُس کو قید سے رہائی ملی۔ در اصل وہ قصاب کے نسل سے تھا۔

غور طلب بات ہے کہ قاسم خان کس طرح یوں ہی یوسف شاہ کا لڑکا ہونے کا دعویٰ دار بن سکتا تھا، جب تک اس میں حقیقت نہیں ہوتی؟ اور مصنف بہارستان شاہی نے اس کے بُرے افعال و کردار کے بارے میں کوئی واضح دلیل پیش نہیں کی ہے۔ اگر فی الواقع وہ بُرے افعال و کردار کا عادی ہوتا، تو پھر راجہ مان سنگھ کیسے اُس کی سفارش کرتا؟ مصنف بہارستان شاہی کا یہ بیان بلا دلائل مبالغہ آرائی، تہمت اور ضد کے سوا کچھ نہیں۔

اسی طرح "کشمیر سلاطین کے عہد میں" صفحہ نمبر ۳۰۴ پر ڈاکٹر محب الحسن، قاسم خان "بے باک" فرزند یوسف شاہ چک کے بارے میں اس طور ذکر کرتے ہیں:-

"یوسف شاہ کے انتقال کے بعد مان سنگھ نے اس کا منصب یعقوب چک کو دے دیا، اور اسے اپنی جاگیر میں جانے کی اجازت دے دی۔ وہاں اس چھوڑنے سے پہلے یعقوب شاہ، قاسم خان سے رخصت ہو گیا، جو یوسف شاہ کی اولاد ہونے کا دعویٰ دار تھا۔"

بہر حال مصنف بہارستان شاہی کے اس بیان سے کہ "قاسم خان فرزند یوسف شاہ نے یعقوب چک کے فرزندوں کے اسباب و املاک پر قبضہ کیا" اس بات کی نشان دہی ہوتی ہے کہ جب اس کے بیان کے پیش نظر یعقوب شاہ فرزند یوسف شاہ بادشاہ کشمیر کی اولاد ہندوستان (بہار) میں ۱۰۲۳ھ میں مقیم تھی، تو پھر یعقوب شاہ کے باپ یوسف شاہ جو قریباً ۹۹۵ھ سے بہار کی جاگیر پر قابض تھا، اس کا بچا کھچا عیال اور اس کی دوسری بیگم ملکہ حبہ خاتون جو یوسف شاہ کے اکبر کی قید میں بند ہونے کے وقت زندہ تھی، بعد میں جب اکبر بادشاہ نے یوسف شاہ کو قید سے رہا کر کے بہار میں جاگیر دی، اور پھر حبہ خاتون اور یوسف شاہ کا حقیقی لڑکا

قاسم خان، یعقوب شاہ کے مرنے کے بعد ہندوستان (بہار) میں مقیم تھا، تو پھر اُس کی ماں حبہ خاتون وہاں کیوں نہیں تھی؟

دراصل مصنف بہارستان شاہی نے یوسف شاہ کے عیال کے بارے میں کوئی بات نہیں لکھی ہے۔ اس کی وجہ یہی دکھائی دیتی ہے کہ وہ یوسف شاہ کی پہلی بیوی جس کے بطن سے یعقوب چک اور دیگر اولاد پیدا ہوئے تھے، اُن کا خیر خواہ ہوگا۔ یوسف شاہ کی دوسری بیوی یعنی حبہ خاتون سے ممکن ہے اس کے تعلقات ٹھیک نہیں ہونگے۔ اس نے یوسف شاہ کے عیال کے بارے میں کوئی بات نہیں لکھی ہے جو اُس کے مرنے کے بعد یا جو اس کی جلاوطنی کے دوران فوت ہوئے ہوں گے، ان کے بارے میں چپ سادھ لی ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ جب یعقوب چک کے بچے اور اُس کا عیال یعقوب چک کے مرنے کے وقت اُس کے پاس ہندوستان میں موجود تھے، تو اس کے باپ یوسف شاہ کا عیال اُس کے پاس ہندوستان میں کیوں نہیں ہوتا؟ جب ۹۹۴ھ میں اکبر بادشاہ نے یوسف شاہ کو بھگوان داس کے ذریعے حیلے کے بہانے بلا کر قید کر دیا، تو بعد میں اُس کو قریباً ڈیڑھ سال کے بعد اکبر بادشاہ نے قید سے رہا کر کے بہار میں جاگیر دی، تو یہ بات ضروری ہے کہ یوسف شاہ نے قید سے رہا ہو کر بعد میں اپنا عیال جس میں اُس کی بیوی حبہ خاتون تھی، ہندوستان لایا ہوگا، جہاں انہوں نے زندگی کے

باقی دن گذار دیئے ہوں گے۔

یوسف شاہ چک کا باپ علی شاہ چک نے اپنے دور حکومت ۱۵۷۳ء (مطابق ۹۸۱ھ) میں راجہ کشتوار پر چڑھائی کی۔ کیونکہ راجہ کشتوار نے اُس کی اطاعت کرنے اور اُس کا اقتدار ماننے سے انکار کر دیا تھا جس پر علی شاہ چک نے اُس پر حملہ کر دیا۔ راجہ کشتوار نے اس لڑائی میں شکست کھائی اور علی شاہ کا اقتدار اعلیٰ تسلیم کر لیا۔ خراج دینے کے علاوہ علی شاہ کو اپنی لڑکی بھی تحفہ پیش کی۔ علی شاہ نے اُس سے شادی کر لی اور اس کا اسلامی نام فتح خاتون رکھا، لیکن بعد میں پھر راجہ کشتوار نے خراج دینے سے انکار کر دیا جس پر علی شاہ نے ۱۵۷۴ء میں پھر چڑھائی کر کے راجہ کشتوار کو شکست دی۔ راجہ کشتوار نے پھر باقاعدہ خراج دینا منظور کیا اور اپنی بہن شنکر دیوی کو علی شاہ کے پوتے یعقوب شاہ چک سے شادی کے لئے اس کے پاس بھیج دی۔ علی شاہ چک اور اس کے پوتے کی شادی کا تذکرہ اس عہد کا دوسرا اہم عصر مورخ حیدر ملک چاڈورہ نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔ مگر اس عہد کے دوسرے اہم عصر مورخ طاہر جو علی شاہ چک کا اُس کی پہلی بیوی کی طرف سے اُس کا نزدیکی رشتہ دار تھا اور اُس کی تاریخ "بہارستان شاہی" کے مطالعہ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ وہ اُن کی جلائے وطنی کے زمانے میں اُن کے پاس ہندوستان میں آتا جاتا تھا اگرچہ وہ اکبر بادشاہ کا سرکاری ملازم بھی تھا اور

وہ اکبر بادشاہ کا مُحب تھا، نے علی شاہ چک اور اسکے پوتے یعقوب شاہ چک کی شادیوں کا ذکر اپنی تاریخ میں قطعاً نہیں کیا ہے علی شاہ چک نے خود راجہ کشتوار کی لڑکی سے شادی کی اور اپنے پوتے یعقوب شاہ چک کی بھی راجہ کشتوار کی بہن سے شادی کی مگر اس نے اپنے لڑکے یوسف شاہ چک کی شادی نہیں کی۔ اس بات سے عیاں ہوتا ہے کہ یوسف شاہ چک نے پہلے ہی حبہ خاتون سے شادی کی تھی۔ ورنہ علی شاہ چک، اپنے لڑکے یوسف شاہ چک کی شادی راجہ کشتوار کی بہن سے کرتا، وہ کبھی اپنے پوتے یعنے یوسف شاہ چک کے فرزند یعقوب شاہ چک سے راجہ کشتوار کی بہن سے اس کی شادی لازماً نہیں کرتا۔

علی شاہ چک ۱۵۷۰ء میں کشمیر کا بادشاہ بن گیا تھا۔ اس وقت یوسف شاہ چک کی دوسری شادی حبہ خاتون سے کب کی ہو گئی تھی، اس وقت یوسف شاہ چک کی پہلی بیوی سے لڑکے بھی پیدا ہوئے تھے اور بعد میں علی شاہ چک سے غالباً یوسف شاہ چک کی دوسری شادی کرنے کے پیش نظر پھر یعقوب چک کی شادی راجہ کشتوار کی بہن سے کر دی تھی۔ جس کی بیٹی حبہ یوسف شاہ چک کا پہلے کیا شہرا حبہ خاتون سے دوسرا نکاح تھا۔

تواریخ کے گہرے مطالعے سے اس بات کی نشان دہی ہو جاتی ہے کہ یوسف شاہ چک نے شہزادگی کے زمانے سے پیشتر ہی دوسری شادی

حبہ خاتون سے کی تھی۔ علی شاہ نے ۱۵۷۹ء میں انتقال کیا۔ اس طرح اس نے قریباً ۸ سال تک حکومت کی۔ ۱۵۷۹ء مطابق ۹۸۵ھ میں یوسف شاہ چک پہلی بار کشمیر کا بادشاہ بن گیا۔ اس نے اس بار چند مہینے تک حکومت کی، پھر اس کو تخت سے دست بردار ہونا پڑا۔ اس دوران یوسف شاہ اپنا زیادہ وقت اربابِ نشاط کی صحبت میں گزارتا تھا، اور انتظامِ سلطنت کی طرف توجہ نہیں دیتا تھا، جس کی وجہ سے اس کو تخت سے دست بردار ہونا پڑا۔ پھر دوسری بار ۱۵۸۰ء میں کشمیر کا بادشاہ بن گیا، اور ۹۹۵ھ میں اکبر نے اس کو بہار میں جاگیر دی، جہاں اس کا مدفن ہے۔ یوسف شاہ چک نے [illegible]ھ میں اوڑیسہ کے موضع جگرناتھ میں اِنتقال کیا۔ بعد میں اس کی نعش وہاں سے لا کر بہار کے موضع بسوک میں ۲۳ ربیع الاول [illegible]ھ کو زیرِ زمین دفن کی گئی۔

حبہ خاتون کے بارے میں اُن تواریخ کے اقتباسات درج کئے جاتے ہیں، جنہوں نے اِس کا ذکر اپنی تاریخ میں کیا ہے:-

(۱) تاریخ کشمیر (بہارستان شاہی)

اِس عہد کے ہم عصر کشمیر کے دو فارسی مورخین گذرے ہیں، جن میں مصنف بہارستان شاہی، جس نے اپنا نام واضح طور پر ظاہر نہیں کیا ہے۔ ایک جگہ اس نے اپنی تاریخ میں اپنا

نام یا تخلص طاہر لکھا ہے، اور شیعہ مسلک سے وابستہ تھا۔ اس کی تاریخ کے مطالعہ سے اس بات کی نشان دہی ہو جاتی ہے کہ مصنف مذکور علی شاہ چک کا اس کی عورت کی طرف سے اس کا نزدیکی رشتہ دار تھا اور غالباً علی شاہ چک کی عورت کا بھائی تھا۔ اس لئے جگہ جگہ مذکورہ تاریخ میں علی شاہ چک کا ذکر کیا ہے، اور اس کے نام کے ساتھ دعائیہ فقرے "مغفرت پناہ" "غفران پناہ" اور "دینداراہ" و "ظفر قرین" استعمال کئے ہیں۔ اس کے برعکس بیہقی سادات کی اکثر خوشامدانہ لہجے میں تعریفیں کی ہیں۔ ان کے نام کے ساتھ دعائیہ فقرے استعمال نہیں کئے ہیں۔ اگرچہ طاہر مصنف بہارستان شاہی نے ان کی شجاعت، بہادری، دانائی اور نیک نیتی وغیرہ کی تعریفیں کی ہیں، اس کی بنیادی وجہ دراصل یہی ہے کہ علی شاہ چک نے اپنی لڑکی کا نکاح سید مبارک خان بیہقی کے فرزند ارجمند سید ابوالمعالی بیہقی سے کیا تھا۔ علی شاہ کے بعد اس کے فرزند یوسف شاہ چک نے بھی اپنی لڑکی کا نکاح سید مبارک خان کے پوتے سے کیا۔ ان ہی رشتوں کے توسل سے مصنف بہارستان شاہی نے سادات بیہقی کی تعریفیں اپنی تاریخ میں کی ہیں۔ میری تحقیق اس مصنف کے بارے میں یہ ہے کہ مصنف مذکور "تحفۃ الاحباب" کے مصنف کا فرزند ہے اور

بھی اس تذکرہ میں جس میں اس نے میر شمس الدین محمد عراقی کی سوانح عمری اور کشمیر میں اس کے تبلیغ اسلام، ترویج شیعہ مسلک اور اس کی بت شکنی کے حالات و واقعات تفصیل سے بیان کیے ہیں، اپنا نام واضح طور پر ظاہر نہیں کیا ہے۔ اس نے اپنے باپ کا نام ملا جمال الدین بتایا ہے۔ مصنف بہارستان شاہی نے اپنے جدّ اعلیٰ یعنی دادا کا نام ملا حسام الدین بتایا ہے۔ اس وجہ سے ان کا شجرہ نسب اس طرح دکھائی دیتا ہے جو مدّت اور عہد کے مطابق درست ثابت ہوتا ہے:۔

ملا حسام الدین کا فرزند ملا جمال الدین جس نے میر شمس الدین محمد عراقی کے ذریعہ شیعہ مسلک اختیار کیا، اور بعد میں ملا جمال الدین میر شمس الدین محمد کا خلیفۂ خاص بن گیا اور اس کی بت شکنی میں ملا جمال الدین بھی شامل تھا۔

ملا جمال الدین کا فرزند مصنف "تحفۃ الاحباب" ہے، اور مصنف تحفۃ الاحباب کا فرزند مصنف بہارستان شاہی ہے۔ مصنف تحفۃ الاحباب اور مصنف بہارستان شاہی نے میر شمس الدین محمد عراقی کے متعلق ایک جیسی عبارات لکھی ہیں۔

مصنف بہارستان شاہی شاعرانہ تخیل رکھتا تھا۔ اس نے بھی بہارستان شاہی میں اکثر اپنے طبع زاد تاریخ وفات وغیرہ لکھے ہیں۔ ایک جگہ اپنا مسلک، اور اپنا نام یا تخلص اس طرح بیان

کرتا ہے جب کہ وہ میر سید ناصر بیہقی کی راجہ جسرت کے ساتھ لڑائی کا حوال بیان کرتا ہے۔ اس لڑائی میں میر سید ناصر بیہقی کی شجاعت اور بہادری کی تعریف کی ہے۔ اس نے میر سید ناصر بیہقی کا اس جنگ میں کامیاب ہونے کے ملسے میں طبع زاد اپنا کلام لکھا ہے۔ جس میں اس نے اپنا نام یا تخلص طاہر اور اپنا مسلک کا اظہار کیا ہے۔ اس کے کلام سے چند اشعار یہاں درج کیئے جاتے ہیں ؎

بمیدان هرجے زعون خدا
نه بنید کسم راپس افگنده پا
نیاید بسیار بیجون من دلیر
بوقت دلیری نه ترسم ز شیر
چو من دست بردارم از بهر کار
نه ترسم مگر از خداوند گار
چو طاهر کمینه غلام علی است
بمیراث او از علی ولی است

مصنف بہارستان شاہی جو یوسف شاہ چک کا رشتہ دار ہے نے اپنی تاریخ میں یوسف شاہ کی کسی شادی کا ذکر نہیں کیا ہے۔ وہ یوسف شاہ کی عیش پرستی وغیرہ کے بارے میں مجبور

ہو کر رقم طراز ہے :-

"یوسف شاہ بحلیۂ حسن بشرہ و صورت و بزیور جمال و سیرت آراستہ و پیراستہ بود، و از علم موسیقی و اشعار ہندی و کشمیری و فارسی باقصی الغایت واقف و آگاہ بود چنانچہ در زمرہ اہل شوق مخترعات طبع لطیفش و اشعار ہندی در ہندوستان و اشعار کشمیری و اشعار فارسی او بہ زبان فضلاء و شعراء اشتہار تمام دارد۔

و اکثر اوقات بشراب کامرانی سرخوش گشتہ بہ نشاط و طرب و لہو و لعب مائل و راغب بودہ، نغمۂ چنگ و چغانہ استماع نمودہ می گفت ؎

بہ عیش کوش کہ تا چشم می زنی برہم
خزان ہمی رسد و نوبہار می گذرد"

مصنف بہارستان شاہی کے یوسف شاہ چک کا موسیقی کے بارے میں مندرجہ بالا الفاظ سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ یوسف شاہ چک موسیقی کا دلدادہ تھا اور وہ اکثر نغمۂ چنگ و رباب کے نشاط انگیز بزموں میں مصروف رہتا تھا، اور اس کے موسیقی کی مجالس میں اکثر راگ و رنگ اور مطربوں کا اجتماع ہوا کرتا تھا۔

اس عہد کا دوسرا مورخ حیدر ملک چاڈورہ ہے (۱۵۔

جو یوسف شاہ چک کا رشتہ دار تھا۔ اس نے بھی اپنی تاریخ میں یوسف شاہ کی محفل رقص و سرود کا ذکر اس طرح کیا ہے :۔

تاریخ کشمیر مصنّفہ ملک حیدر چاڈورہ

" سلطنت یوسف شاہ درین مرتبہ یک چلّہ بود ، بعد از فوت ابدال خان (برادر علی شاہ چک) ہیچ شریک در سلطنت یوسف شاہ نماندہ ، باد نخوت و غرور و پندار بکاخ دماغش راہ یافتہ ، ہیچ کس را بہ نظر نیاوردہ اکثر با زنان مغنیہ و قوالان و کلاونتان بسر مے بود "

ترجمہ :۔ یوسف شاہ کی حکومت اس مرتبہ ایک چلّہ تک قائم تھی ، چونکہ اب یوسف شاہ کا دوسرا اور کوئی شریک نہ رہا تھا ، اس لیے اس کے دماغ میں غرور پیدا ہوا ، اور وہ دوسرے کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ اکثر اوقات مغنیہ عورتوں ، قوالوں اور کلاونتوں کے ساتھ دل گزاری کرتا تھا۔

حیدر ملک چاڈورہ اپنی تاریخ میں مزید لکھتا ہے ، کہ یوسف شاہ چک کا موسیقی میں ماہر اور دلدادہ ہونے کے ثبوت میں یہ واقعہ لکھتا ہے کہ جب یوسف شاہ کو پہلی بار چند مہینے کے لیے تخت سے دست بردار ہونا پڑا ، تو وہ کشمیر سے بھاگ کر ہندوستان میں اکبر بادشاہ کے پاس کہ ملک حاصل کرنے کے لیے

چلا گیا، اور وہ اِس دوران اکبر بادشاہ سے اکثر بار
خلوت و جلوت میں مِلتا تھا۔ ایک دفعہ وہ اکبر بادشاہ سے
اُس وقت مِلا جب کہ وہ تان سین کی محفلِ سرود سے لطف اندوز
ہو رہا تھا۔ اِسی دوران یوسف شاہ چک نے بھی اس محفلِ سرود
میں شرکت کی۔ اِس نے تان سین کو ایک موقعہ پر مقامات کو غلط
طریقہ پر ادا کرنے سے ٹوکا، تو بعد میں تان سین نے یوسف شاہ
چک کی بات پر سرِ تسلیم خم کیا، اس بارے میں مصنّف حیدر ملک
چاڈورہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

"چون یوسف شاہ چک بخدمت خاقان باستحقاق
پادشاہ غازی جلال الدین اکبر رفت۔ مورد مراحم گردید، و
در خلوت اکثر اوقات طلبیدہ، تفقد احوالش مے فرمودند
و در مجلس ساز و نغمہ کہ موسیقی بے نظیر بود۔ پادشاہ با او
صحبت میداشت۔ چنانچہ یک مرتبہ نادر الزمان میاں
تان سین کلاونت را کہ در یکی از مقامات غلط کردہ بود
یوسف شاہ تعلیم کردہ و تان سین مذکور قبول داشت۔"

مندرجہ بالا عبارت کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ
یوسف شاہ چک اکثر رقص و سرود کی محفلوں کا اہتمام کرتا تھا
اور زیادہ تر اُن ہی محفلوں میں مشغول رہتا تھا۔ اور ان محفلوں
میں اکثر گانے والی مطربہ بھی ہوا کرتی تھیں۔ اگرچہ مندرجہ بالا دونوں

مورخین یوسف شاہ کے رشتہ دار تھے، مگر انہوں نے واضح طور پر یوسف شاہ کی دوسری بیوی حبہ خاتون کا ذکر نہیں کیا ہے، مگر ان کے تذکرہ میں جس میں ان دونوں مورخین نے یوسف شاہ کا موسیقی سے شغف کا ذکر کیا ہے، سے ظاہر ہوتا ہے کہ حبہ خاتون یوسف شاہ کی دوسری بیوی تھی، جو شاعرہ تھی، اور اس سے یوسف شاہ نے شہزادگی کے زمانے سے قبل شادی کی تھی، حبہ اس کی دوسری شادی تھی۔

تواریخ کے مطالعے سے اس بات کا گمان ہوتا ہے کہ یوسف شاہ کی پہلی بیوی سے دو لڑکے یعقوب چک اور ابراہیم چک کے پیدا ہونے کے بعد وہ فوت ہو چکی ہوگی۔ کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتی، تو ممکن تھا کہ اس کے بطن سے مزید بچے پیدا ہوئے ہوتے، چونکہ تواریخ میں یوسف شاہ کی پہلی بیوی کا اکبر بادشاہ کا یوسف شاہ کو قید کرنے کے موقعہ پر زندہ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے۔

یوسف شاہ بادشاہ کشمیر نے اپنے دور حکومت میں سال ۹۸۸ھ میں جب اکبر بادشاہ نے میرزا طاہر اور صالح عاقل کو سفیر بنا کر کشمیر بھیجے تا کہ وہ یوسف شاہ کو اکبر کے حضور میں پیش کریں، اور یوسف شاہ اکبر کے حضور میں اپنی اطاعت گزاری کا ثبوت دے۔ یوسف شاہ نے اس سلسلے میں اپنے وزیروں اور امراء کے مشورہ کے خلاف اپنا سب سے چھوٹا لڑکا حیدر خان کو میرزا طاہر اور صالح عاقل کے ساتھ اکبر کی خدمت میں بھیج دیا۔

لیکن وفاداری کے یہ تمام دعوے اکبر کو مطمئن نہ کر سکے۔ وہ بار بار یوسف شاہ کو دربار میں حاضر ہونے پر اصرار کرتا رہا۔ اور راجہ مان سنگھ نے اکبر کے کہنے کے مطابق تیمور بیگ کو یوسف شاہ کے نام اکبر کا فرمان کے ساتھ مغل سفیر بنا کر کشمیر روانہ کیا۔ اس اصرار طلبی سے یوسف شاہ ڈر گیا، اس لئے اس نے تیمور بیگ سفیر کے ساتھ اپنے سب سے بڑے لڑکے شہزادہ یعقوب کو اور اکبر کے لئے کشمیر کی قیمتی، عمدہ اور نادر چیزیں روانہ کیں، گویا یوسف شاہ جب کشمیر کا بادشاہ بن گیا، تو اس وقت اس کے تین لڑکے تھے جن میں سب سے بڑا یعقوب چک، دوسرا میرزا ابراہیم چک اور تیسرا سب سے چھوٹا حیدر خان تھا۔ یعقوب چک کی شادی علی شاہ چک نے اپنے دورِ حکومت میں کی تھی، جب اس نے پہلے اپنی شادی راجہ کشتوار کی بہن فتح خاتون سے کی۔ اس کے بعد اس نے راجہ کشتوار کی لڑکی کے ساتھ اپنے پوتے یعقوب شاہ کی شادی کی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یوسف شاہ کی شادی اس کا کشمیر کا بادشاہ بن جانے سے قریباً ۲ سال پہلے ہی ہوئی تھی اور دوسری شادی بھی اس نے شہزادگی کے دوران سے غالباً قبل ہی کی ہوگی، اور ایسا دکھائی دیتا ہے کہ یوسف شاہ کا سب سے چھوٹا لڑکا حیدر خان اس کی دوسری بیوی یعنی حبہ خاتون کے بطن سے پیدا ہوا ہوگا، کیونکہ بعد میں حیدر خان کا نام تاریخ میں

نہیں ملتا۔ اس کا ذکر حیدر ملک چاڈورہ نے اپنی تاریخ میں اِن الفاظ میں کیا ہے:۔

"این تحفش (یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر) اگران خاطر عاطر آمدہ ہیچ جواب نداد و درپئ فرستادن پسر کہتر خود میرزا حیدر" نام تا پیش کش و چیزہای عجائب و غرائب ہمراہ ایلچیاں سرانجام و سامان نمودن شد۔"

"واقعات کشمیر" مصنف خواجہ محمد اعظم دیدہ مری

یوسف شاہ چک کی عیش پرستی اور بزم رقص و سرود کے بارے میں مغل عہد کے مورخ کشمیر خواجہ محمد اعظم دیدہ مری لکھتے ہیں:

"یوسف شاہ بن علی شاہ چک در سنہ ۹۸۰ ثمانین و تسعماۃ بر تخت نشست مائل عیش و عشرت بود، اکثر اوقات را صرف بزم نشاط و انبساط می نمود طبع موزون داشت بہ فارسی و کشمیری شعر مے گفت ــ و یوسف شاہ مملکت رانی نیافتہ، اوقات را بازنان و قوالان بسر می برد۔"

"کشمیر سلاطین کے عہد میں" از ڈاکٹر محب الحسن۔

ڈاکٹر محب الحسن "کشمیر سلاطین کے عہد میں" صفحہ نمبر ۲۸۳ پر حبہ خاتون کے بارے میں لکھتے ہیں:۔ حبہ خاتون ایک کسان کی

رہ گئی تھی، جو وہی پرگنہ میں تشندہ ہار گاؤں کا رہنے والا تھا۔ حبہ خاتون اپنے پہلے شوہر سے خوش نہ تھی، وہ شرابی اور بدکار تھا اور اس سے بڑا بہتاؤ کرتا تھا۔ حبہ خاتون شاعرہ اور مغنیہ تھی۔ اسکی آواز بڑی شریلی تھی۔ یوسف شاہ اس پر فریفتہ ہو گیا اور پھر اس سے شادی کر لی۔ اس نے اس کے لئے گل مرگ، سونامرگ اور دوسرے خوبصورت مقامات پہ پہاڑی تفریح گاہیں تعمیر کرائیں۔ آگے چل کر ڈاکٹر محب الحسن اسی صفحہ پہ فٹ نوٹ میں لکھتے ہیں:—

"یہ بات حیرت انگیز ہے کہ معاصر سندوں مثلاً بہارستان شاہی اور حیدر ملک چاڈورہ نے اپنی تواریخ میں حبہ خاتون کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ ہماری اطلاعات مقامی روایتوں پر مبنی ہیں، لیکن بدقسمتی سے اس کے متعلق وادی کشمیر میں بے شمار رومانی کہانیاں مشہور ہیں اس لئے حقیقت کو افسانے سے علیحدہ کرنا مشکل ہے۔"

مزید برآں ڈاکٹر محب الحسن صفحہ نمبر ۲۸۰ پر حبہ خاتون کے بارے میں لکھتے ہیں:—خاندان چک کے عہد حکومت میں ایک مشہور شاعرہ حبہ خاتون تھی، وہ یوسف شاہ کی ملکہ تھی۔ کشمیری شاعری میں لول (محبت) یا عشقیہ شاعری کی ابتداء اسی نے کی تھی۔ اور۔ ایک صوفی بزرگ سید مبارک (بیہقی) کے مشورہ پہ انہوں نے فارسی میں عروض استعمال کئے، جبکہ للہ دید اور نورالدین رشی کی نظمیں عارفانہ اور زاہدانہ ہیں۔ حبہ خاتون کے نغموں میں

انسانی محبت اس کی نا امیدیاں، اس کی تڑپ، اس کی کامیابی کا ذکر ہے۔ ان میں جذبات کی فراوانی، موسیقی اور نغمگی ہوتی ہے اور آج بھی دستکار، کسان اور ملاح ان کو گا کر لطف اندوز ہوتے ہیں۔"

اسی طرح ڈاکٹر محبّ الحسن صفحہ نمبر ۲۳۴ پر حبہ خاتون کے بارے میں لکھتے ہیں:-

"ازمنۂ وسطیٰ کے تمام کشمیری حکمرانوں میں یوسف شاہ کو موسیقی کے سب سے بڑے مربی اور ماہر فن ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اس کی ملکہ حبہ خاتون ایک عظیم موسیقار تھی۔ اور "راستہ کشمیری" راگ اسی کی ایجاد ہے۔"

یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر کے عہد کے دو بڑے معاصر مورخ بہارستان شاہی کا مصنف اور حیدر ملک چاڈورہ کے علاوہ مغلوں کے عہد کے دیگر مورخین نے اگرچہ یوسف شاہ کے بارے میں اس بات کی شہادت دی ہے کہ یوسف شاہ رقص و سرود کے محفلوں کا دلدادہ تھا، مگر انہوں نے حبہ خاتون کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ نہ اس کی شادی وغیرہ کے بارے میں کوئی بات لکھی ہے۔"

ریاض الاسلام مصنف عبدالوہاب شائق

۱۱۲۶ھ میں مغلوں کے بعد جب کشمیر پٹھانوں کے قبضہ میں آگئی، تو ان کے

زمانے میں کشمیر کا گورنر سکھ جیون مل ۱۱۶۷ھ میں ہوا۔
اس نے اس وقت کے کشمیر کے نامور شعرا سے کشمیر کی
تاریخ منظوم فارسی زبان میں لکھنے کی فرمائش کی ان نامور
شعرائے کشمیر میں مورخ عبدالوہاب شائق نے بھی منظوم
فارسی زبان میں اس "شاہنامہ کشمیر" میں اپنا حصہ لکھا جو
اس نے ۱۱۴۷ھ میں لکھا ہے۔ اس میں پہلی بار حبہ خاتون کا
ذکر کیا ہے۔ اس "شاہنامہ کشمیر" کے اس حصے کو جو عبدالوہاب
شائق نے نظم کیا ہے، اس کو "دیا فی الاسلام" اور "تاریخ شائق"
کے نام سے تاریخ کشمیر میں یاد کیا جاتا ہے۔ عبدالوہاب شائق
اپنے نظم شدہ حصے میں حبہ خاتون کے بارے میں لکھتا ہے
کہ حبہ خاتون کا اصلی "حبیبہ" نام تھا۔ یہ اچھی گلوکار شاعرہ
اور عارفہ باکمال تھی۔ مورخ شائق کے نظم شدہ عبارت
ملاحظہ ہو ؎

"یکی سطر بشدداشت آن نامدار | کہ مثلش نبودہ درین روزگار
یعنی یوسف شاہ بادشاہ کشمیر

چہ بود واسمِ خاتون حبیبہ بنام | یکی عارفہ بود صاحب مقام
سخن ہای شورش فزا آن نغمہ سنج | بادشاہ میداد سیر و گنج
کلامش بہ سوز و گداز آشنا | ہمی داد با مرد و عالم از
ہمہ آن عبارت نظم گوہر فشاند | دہ شعر موزون بہ کشمیر ماند

ؔ سکھ جیون مل نے احمد شاہ درانی کی حکومت سے روگردانی کر کے خود مختاری

سخن ہای او پیش کشمیریاں بود مشتہر زاں نگرد دربیاں
بکشمیر ای سامع خوش سیر بود عشق یوسف شہی مشتہر

اِس نظم شدہ عبارت میں مورخ عبدالوہاب شائق نے پیش ہم عصر مورخین کی تنقید اس بات پر کی ہے کہ انہوں نے حبہ خاتون کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ اگرچہ وہ اس عہد میں کافی مشہور تھی ؎

"سخن ہای او پیش کشمیریاں
بود مشتہر زاں نگرد دربیاں"

مجموع التواریخ مصنف بیربل کاچرو

مورخ عبدالوہاب شائق کے بعد سکھ دور کے عہد کے مورخ پنڈت بیربل کاچرو نے اپنی تاریخ مجموعہ التواریخ میں جو اس نے ۱۸۲۵ء میں مکمل کی ہے۔ حبہ خاتون کے بارے میں بہت ساری باتیں لکھی ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ حبہ خاتون جو اپنے حسن و جمال، سریلی آواز اور باکمال لہجہ کی بدولت ممتاز تھی۔ اس کے آباؤ و اجداد موضع چندہ ہار پرگنہ وہیو کے رہنے والے تھے۔ حبہ خاتون کی شادی ان کے والدین نے اپنے ہی ہم کفو کے ساتھ کی تھی۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد جب حبہ خاتون نے اشعار کہنے اور باثر کشمیری

اشعار گانے شروع کئے، تو اُس کے شوہر نے اسی وجہ سے
اس کو طلاق دی۔ جب وہ طلاق لے کر اپنے والدین کے گھر جا
رہی تھی، تو یوسف شاہ چک کے ملازمین کا راستے میں اُس کے
ساتھ ملاقات ہوئی۔ تو اُن کی بدولت اس کی شادی یوسف شاہ
سے ہوگئی۔ چونکہ حبہ خاتون کو کشمیری اشعار کہنے اور ان کو
گانے میں ید طولیٰ حاصل تھا، اور خوش لحن و لہجہ اور آواز کی
بدولت اس وقت اُس کو کشمیر میں کافی شہرت حاصل تھی۔
اس کے اشعار زبان زد عوام تھے۔ کہتے ہیں وہ موسیقی
کے مقام عراق کو گانے میں شہرۂ آفاق تھی۔ پھر بیربل
کاچرو حبہ خاتون کی پاک دامنی اور عفت و عصمت کا ایک
واقعہ پیش کرتا ہے کہ ایک روز ایک شخص نے اس کا گانا
سنا تو وہ اس کی سریلی آواز پر دل و جان سے شیدا ہوگیا۔ جب
اس کی حالت روز بروز بگڑتی گئی تو اس کی بیوی نے اپنے شوہر
کی حالت متغیر دیکھا، تو اس نے حبہ خاتون کے محل میں
آنے جانے کی راہ نکال لی۔ ایک روز موقعہ پا کر اپنے شوہر
کی خراب حالت بیان کی۔ حبہ خاتون نے اس پر ترس کھایا
اور اس کو کہا کہ تم اپنے شوہر کو محل میں لاؤ۔ جب وہ اپنے
شوہر کو حبہ خاتون کے پاس لایا، تو جب حبہ خاتون
نے دیکھا تو سمجھا کہ واقعی اس کا شوہر مجھ پر مفتون ہوا ہے

تو اس نے اس سے کہا کہ تم کل دوبارہ رات کو آ جاؤ، لیکن
کمرہ میں آپ کو رکھا جائے گا، وہاں تم کو چراغ جلانے اور بات
کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اس نے اس بات پر رضامندی کا
اظہار کیا، تو دوسرے دن جب وہ مرد رات کے وقت محل میں
داخل ہوا، تو حبہ خاتون نے اسی مرد کی بیوی کو آراستہ و پیراستہ
کر کے کمرے میں پہلے سے ہی رکھ دیا تھا۔ مرد جب کمرے میں پہنچا
تو اس نے بے خبری کے عالم میں اپنی ہی عورت کے ساتھ رات
گذاردی۔ صبح ہونے سے پہلے ہی کمرے سے نکل کر بظاہر اپنے مطلب
کو حاصل کیا۔ مورخ بیربل کاچرو کے حبہ خاتون کے بارے میں
اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

"[یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر] بعد اندک فرصتی از
اطراف و جوانب فراغت حاصل نمودہ بہ نای و نوش و
صحبت قوالان و زنہای مغنیہ مائل گردید۔ علی الخصوص
حبہ خاتون نام محبوبی کہ در حسن و جمال با کمال و در نغمہ و آواز ممتاز
و بی انباز بود بہم صحبتی و اختصاص یافت صورت حال آنکہ
زاد و بوم آباء و اجدادش موضع چندہ ہار پرگنہ ... است،
چون قدم بدرجہ بلوغ گذاشت او را بہ داماد ہم کفو سپردند۔
در خسر خانہ بعد انقضای مدت چند روز بمقتضای طبعیت
خویش بلکہ عبارت از تعلیم ادب پیش گذشتہ تنخواندن

اشعار کشمیری انتظام داده خود بلحن حزین زبان بیان
بکشاده. ازین شعبه مخالف بزرگ و کوچک خانه از بهر
زوانه بشماتت و طعن دمساز گردیده خط خلایق بگوشه چادر سرش
بسته همراهی شوهرش ...... بعذر و بهانه از خانه پدر
دیجاده پدر مرخص ساختند قضا را در عرض راه علاز والی
یوسف شاه چک باو برخورده بمشاهده شکل و شمایل
دلفریب آن لاله رخسار و شنیدن لحن داودی چنان
نازنین دلربا و شیرین گفتار حیران مانده. دست بدست
بحضور والی نعمت خود رسانید بمجرد دیدن آن آشفته حسن و
جمال او شده بهم بستری خود ممتاز نمود از آنجا که در
خوش آوازی مهارت کلی داشت غایت حال تصانیف
کشمیری او در زبان مخلوق ست. وی گویند که در خواندن
مقام عراق مشهور آفاق و حیرت افزای سرور سرایان
عجم و عراق بود. در هر آن که آواز با سوز و راز از خلق
او می تراوید وحشت افزای میگردید. نقل ست که در
یک روزے یکی از همزه درایان بشوریده مزاج شنیدن
آواز حزین و دیدن دیدار دلنشین و آشفتگی دماغ بهم
رسانیده واله و شیدا گردید و ازین درد جانگاه (درد جانکاه)
اوقات عمر عزیزش قرین ناله و آه بسر میرسید. چنده ماه

درین تب و تاب و خلق اضطراب بسر برده در آخر این راز
با همخوابهٔ خود که درد مند و دمساز داشت اظهار نموده آن محبّت
مجبت طراز در محکمهٔ کارش افتاده راه آمد و رفت در خلوت و جلوت
حبه خاتون باز کرده بفن و فریب و بهانهٔ دلفریب صورت حال
بیان نمود ـ بمجرد شنیدن الواب ترحم و احسان بپروری او باز
ساخته اجازت آوردن شوهرش بخلوت سرای خود داد ـ از
فحوای بشارت حصول امید تائید ایزدی شامل حال خود دانسته
بآئینی که دانست آن دل از کف داده را نوید خورمی داده
در خلوت کدهٔ او جاگزین ساخت ـ پس خاتون سر قفل لب شیرین
گفتاری زبان بیان وا نموده، آن جنون گرفته مفتون و محزون
را فرمود که ؎

امشب شب وصل تست لیکن
قدر شب خود خویش دریاب

لیکن شرط این است که یکی در مکان خواب در شبانی چراغ
نخواهد بود، دوم تمام شب لب با سخن آشنا نکند ـ شوهر از استماع
چنین مقوله جان افزا جان تازه در قالب فرسوده اش در
آورده قرین فرحت و انبساط روز را شب نما ینده ـ زنگاهی که
مهتاب عالم تاب از مشرق سعادت طلوع نموده آن
ماه سیما سر خود را بلباس های آسمانی نورانی ساخته ـ در

برج نشست گاه خود در آمد۔ در آن ساعت ہم خوابہ
شخص آشفتہ دماغ را بحضور آوردہ ملبوسات و زیورات
پوشیدنی خود کہ در بر داشت۔ ہمگی زیب و طراز قامتش
گردانیدہ در حجرۂ کہ او را افشانیدہ بود روانہ نمود، زبانی
تلقین کرد کہ ہرگز زبان بسخن آشنا نسازی و بفراغ
خاطر نرد مجالست و اختلاط بطریقی کہ میخواہد با او در باز ی۔
چون ہم بستری او عشرت اندوز گردیدہ بود فرحت و سوز
شب را بروز آوردہ بکام دل برگرفت۔ صباح کہ خورشید
خاور سر از غرفہ مشرق بدر آورد او را بخانہ مرخص ساخت
و بحسن تدبیر از غم و اندوہ خاطر کدورت منزلش پاک
پرداخت در نگہداشت عصمت و پاکدامنی طرفہ تقریبی بکار
برد۔ چون در ایام راجہ سلف در حکومت راجہ بارانی وزیا نند
کہ در اوراق گذشتہ تہمت تحریر یافتہ بہ ہمین عنوان
بہمین پسری عاشق شدہ بود او از روی قصور ہم خود،
شوہر را و عاشق را بباد فنا در داد۔ این مثل در السنہ
خاص و عام بود، در بمادلہ آن خاتون دانشمند بعقل تام و
رای نا پسند و ریش خند نمودہ ہم دامن عصمت خود نیالودہ
ہم آن شیر زنجیر آشفتگی را نہ دام بستہ و آرام آشنا نمودہ
بہم وصال چندگاہ با یکدیگر دل خواہ بہ عیش و عشرت بسر بردہ

چند نفر چکان کہ روی غیرت بزنی مداسرح اقبالش دِل ثنان
خون چکان بود۔"

پنڈت بیربل کاچرو مورخ نے مندرجہ بالا عبارت میں
آخر پر اس بات کا بھی انکشاف کیا ہے کہ کشمیر میں ہندو زمانہ
کے بادشاہ جیاپیڈ کی رانی کے ساتھ ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔
کہ اس کی رانی پر ایک برہمن زادہ عاشق ہوا تھا مگر اس رانی
کی کم فہمی اور اس وقت کے برہمنوں کے غلط طریقہ کار کی وجہ
سے بہت سے معصوم لوگوں کی زندگیاں اس واقعہ کی نذر ہو
گئیں۔ اور چک حکومت کی حبہ خاتون کے حق میں لے اشفاق پر
تنقید کی ہے۔ اس طرح مصنف مذکور نے حبہ خاتون کی
پاک دامنی اور اس کی عقل و فہم کی سراہنا کی ہے۔

پنڈت بیربل کاچرو کے والد پنڈت دیارام خوش دل فارسی
زبان کے ادیب اور شاعر ہونے کے علاوہ دو بہت ساری
تالیفات کا مصنف بھی ہوا ہے۔ اس نے موسیقی پر کتاب
"ترانہ سرور" لکھی ہے۔ جس کا قلمی نسخہ محکمہ ریسرچ لائبریری
حال کشمیر یونیورسٹی میں موجود ہے، اس کو محکمہ نے چھاپ
کیا ہے۔ اس کی کتابت راقم نے کی ہے۔ اس کے علاوہ اس کی ایک
بڑی حجم والی بیاض بھی محکمہ ریسرچ اینڈ پبلی کیشن حال کشمیر
یونیورسٹی میں موجود ہے۔ یہ بیاض مختلف موضوع کے زیرِ نظر لکھی

گئی ہے، جو اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ پنڈت دیارام خوش دل نے اس بیاض میں موسیقی کے بارے میں مختلف النوع کے راگ وغیرہ کے بارے میں تشریح کی ہے۔ پنڈت دیارام خوش دل نے موسیقی کی کتاب "ترانۂ سرود" میں یوسف شاہ بادشاہ کشمیر کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ موسیقی کا دلدادہ تھا۔ اس نے چند نئی بحریں موسیقی کی ایجاد کی ہیں، اور اس کی بزم موسیقی میں ہر وقت کلاونتان اور مغنیوں کا اجتماع رہا کرتا تھا۔ پنڈت دیارام خوش دل پٹھانوں کے عہد میں گذرا ہے اور عبدالوہاب شائق کا ہم عصر تھا جس نے سب سے پہلے اپنی تاریخ میں حبہ خاتون کا ذکر کیا ہے۔ پنڈت دیارام خوش دل پٹھان گورنر عبداللہ خان کا میر منشی تھا۔ بیربل کاچرو مورخ کشمیر نے اپنے والد پنڈت دیارام خوش دل کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ صاحب جی کے سلسلے میں پٹھان گورنر کے ساتھ کابل چلا گیا تھا۔ اس دوران اس کو کابل میں جب کشمیر کی یاد آئی تھی، تو اس نے اپنے فرزند بیربل کاچرو کے نام ایک خط کابل سے لکھا تھا، جس میں کشمیر کی یاد میں ایک منظوم نظم لکھی تھی، جس کا متن بیربل کاچرو نے اپنی تاریخ میں دیکھا ہے۔

یہ بیاض جو پنڈت دیارام خوش دل کی لکھی ہوئی ہے۔ اس سے پہلے کی تالیف شدہ موسیقی کا ایک اور قلمی نسخہ ... ابھی تک حال موجود ہے جس کا نام

"نغمات اہلِ ہند" ہے اور کسی دوسرے مؤلف کی تالیف ہے، جو قریباً آج سے ڈھائی سو سال پہلے کی تالیف ہے۔ اس میں حبہ خاتون کے کلام کے نمونے بھی درج ہیں، جو حسب ضرورت موسیقی کے بحروں کے وزن کے مطابق درج کئے گئے ہیں۔ ان میں ایک نظم یا غزل کے اشعار اس طرح ہیں:-

نسخہ کشمیری

کندنی دراییس تو رنگی رتیت	دوہ دریاہ لوہیت گو
مالنی میانی ارباب آسی	توے ژرام حبہ خاتون ناو

(موسیقی نغمات اہلِ ہند)

ان اشعار سے جو حبہ خاتون کے کلام کے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ حبہ خاتون ایک مشہور شاعرہ گذری ہے، اور اس کا کلام اس زمانے میں زبان زدِ خواص و عام تھا۔ اس طرح حبہ خاتون کے وجود سے انکار کرنا واقعی تاریخ سے ناواقفیت ہے اور تاریخ کو مسخ کرنا ہے۔ یہاں پر اس بات کا ذکر کرنا بیجا نہ ہوگا کہ دنیا میں آج تک ایسے بہت سارے انقلاب رونما ہوئے ہیں، جن کا اکثر مطلب و مقصد یہ دکھائی دیتا ہے کہ ان انقلابات کو ایسے افراد نے جنم دیا ہے، جو تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش میں ہر دم سرگرداں رہے ہیں اور جنہوں نے اس غرض کے حصول کے لئے اپنی عجیب و غریب تالیفات میں من گھڑت قصے کہانیاں اور

پر مبنی حوالہ جات دے کر وقت وقت پر عوام کو گمراہ کرنے کی ناکام کوششیں کی ہیں۔ ان تالیفات میں انہوں نے بے سند حوالے اور باتیں درج کی ہیں، جو سراسر بے بنیاد اور لغو ہیں۔ اور تاریخ کی کسوٹی پر پرکھنے سے کسی طرح سے بھی صحیح ثابت نہیں ہوتی ہے۔ اس قسم کے لوگوں کی یہ کوششیں ہمیشہ سے بے سرانجام و مقصد رہ کر عوام نے رد کی ہیں۔ اس قسم کے لوگ ہر عہد میں گذرے ہیں۔

"گلزار کشمیر" ۔ مؤلف دیوان کرپا رام

مورخ کرپا رام مؤلف "گلزار کشمیر" نے بھی اپنی تاریخ میں حبہ خاتون کا ذکر کیا ہے۔ دیوان کرپا رام سکھ عہد میں اپنے باپ دیوان موتی رام کے بعد سال ۱۲۴۳ھ میں کشمیر کا گورنر تھا۔ اس نے اپنی تاریخ "گلزار کشمیر" فارسی زبان میں ۱۸۷۵ء میں بعہد مہاراجہ رنبیر سنگھ تالیف کی ہے، اور سال ۱۸۷۰ء میں چھاپ دی ہے۔ دیوان کرپا رام مہاراجہ رنبیر سنگھ کے عہد میں بھی اس کا وزیر دوسری بار بن گیا تھا۔ دیوان کرپا رام کے الفاظ حبہ خاتون کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں:

"دیوان کرپا رام نے حبہ خاتون کے ذکر میں لکھا ہے کہ یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر، موسیقی کا دلدادہ تھا۔ وہ ہر وقت مغنیوں وغیرہ کے ساتھ گانے بجانے میں دن گذارتا تھا۔ وہ زیادہ سریلی اور دلکش آواز والی مغنیوں کا دلدادہ تھا اور کشمیر کے دلکش

اور فرحت افزا گل زمین، سبزہ زار مقامات کا دالہ و شیدا تھا، وہ حبہ خاتون کی سُریلی آواز پہ فریفتہ ہو اُٹھا۔"
وارسی حیات، ملاحظہ ہو:-

"یوسف خان اگرچہ بداد و دہش و قمع بنیان بدعت ہای قدیم موصوف بود۔ اما از بسکہ خاطر را سرخوش و بادہ عیاشی از استماع الحان و اصوات رود و اغانی مطربان، طرب افزا و گل گشت، آب و ہوای گل زمین ہائے دل کشا سے داشت۔ از احوال سپاہ و رعیت غافل می ماند، از شیرینی آواز دل رُبا و ملاحت روی زیبای حبہ خاتون چاشنی گیر، تشکر آب فرنفتگی بودہ در آرائش جمال عروس مملکت دست التفات بنظر بیدار مغزی کما ینبغی ہے کشاد۔"

"گلزار کشمیر" کے مؤلف دیوان کرپارام کے بعد مہاراجہ رنبیر سنگھ کے عہد کا دوسرا مورخ غلام حسن شاہ کاہرو نے تاریخ حسن حصہ دوم کو سال ۱۸۸۵ء میں مکمل کیا ہے۔

تاریخ حسن حصہ دوم مؤلف غلام حسن کاہرو

تاریخ حسن کے مؤلف نے اپنی تاریخ میں خصوصیت کے ساتھ حبہ خاتون کا ذکر کیا ہے۔ اس نے حبہ خاتون کے متعلق وہی کچھ بتایا ہے، جو اس سے قبل سکھ عہد کے مورخ پنڈت بیربل کاچرو

نے مجموعۃ التواریخ میں لکھا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ مورخ غلام حسن شاہ کھامری نے حبہ خاتون کے متعلق لکھا ہے کہ ایک دن جب یوسف شاہ چک راستہ پر جا رہا تھا تو اُس کی نظر حبہ خاتون پر پڑی جب کہ وہ کشمیری زبان میں بآہنگ عراق گا نا گا رہی تھی، تو یوسف شاہ اس پر فریفتہ ہوا، تو اس نے حبہ خاتون کے والدین کو کافی رقم دے کر اس سے شادی کی۔ مورخ غلام حسن شاہ نے حبہ خاتون کی پاک دامنی کے ثبوت میں وہی قصہ لکھا ہے جو پنڈت بیربل کا چرو نے لکھا ہے۔ غلام حسن شاہ مورخ کشمیر کی تاریخ سے حبہ خاتون کے بارے میں اس کی کچھ عبارت ملاحظہ ہو:-

"حبہ خاتون نام محبوبۂ دل ربا کہ بہ حسن و جمال و خوش آوازی و طنازی بے ہمتا بود و بہ سرود مقام عراق مستمعان را بے ہوش می ساخت۔ گویند آن گلعذار از موضع چندہار پرگنہ وہو دختر زمین دارے بود۔ اولاً در عقد ازدواج شخصے تلاش بود و باش می داشت و از لحوے او باشی با او مناسبت نیافتہ، مناکحت آنہا بہ مفارقت انجامید۔ روزے در اثنائے راہ یوسف خان را ناگاہ بر رُوئے او نگاہ افتاد و از زبان او خیابانہ اشعار کشمیری کہ بآہنگ عراق سرود مے کرد اصغا نمودہ یک بار سرمایہ ہوش و حواس خود بباد داد و جہ دام

گرفت شگوفہ او اسیر اُفتاد۔ فردا پدر و مادر او بہ
عنایات بیغایات سرفراز کردہ آن لعبت طنازہ و طلعت
دلنواز بہم بستری خود ممتاز ساخت۔ پس شب و روز
در مصاحبت و مواَنست آن دلِ افروز محبت اندوز دید
مکانات خوش و مناظر دلکش میان مرغزارہا و گلزارہا اوقات
بسر شاید خصوصًا در مرغزار گل مرگ و سونہ مرگ و
اہر بل و اچھ بل وغیرہ داد عشرت میداد۔ چنانچہ
"نقش یوسف شاہی" زبان ستم عوام مشہور است"

اس کے بعد مورخ غلام حسن شاہ کاہروی نے حبہ خاتون
کی پاک دامنی کا وہی قصہ بیان کیا ہے جو اس سے قبل
سیاسی دور حکومت کے مورخ حیدر ملک چاڈورہ نے لکھا ہے۔ مگر اس
نے بھی حبہ خاتون کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے کہ اس کا
مدفن کہاں ہے؟ یوسف شاہ کو جب ۹۹۳ھ میں اکبر بادشاہ
نے اپنے فوجی کمانڈر راجہ بھگوان داس کی سرکردگی میں اپنی عظیم فوج
سے فتح کشمیر کے لئے اس وقت کا بادشاہ یوسف چک پر حملہ کیا۔ کشمیر کے
بہادروں نے یکدل و یکجان ہو کر اکبر کی فوج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔
اس طرح ۹۹۳ھ میں اکبر کی عظیم فوج کا بیشتر حصہ بہادر کشمیریوں
کی دو دھاری تلوار کا نشانہ بن گئے اور باقی ماندہ فوج
گیدڑوں کی طرح بھاگ گئی۔ نتیجہ کے طور پر اکبر کی لاتعداد فوج کشمیری بہادروں

کے ہاتھوں بُری طرح شکست فاش سے ہم کنار ہوئی۔ اسی
دوران جب اکبری فوج کے سپہ سالار راجہ بھگوانداس شکست سے
دوچار ہوا، تو وہ یوسف شاہ چک کے ساتھ اس طرح کی ایک
سوچی سمجھی چال چلا کہ اس نے یوسف شاہ چک کے پاس اپنے
سدھائے ہوئے معتمد خاص قاصد بھیجے، جنھوں نے یوسف شاہ
چک بادشاہ کشمیر کو پھسلا کر راجہ بھگوانداس کے پاس صلح کرنے کے
لئے آنے کو کہا۔ اس طرح یوسف شاہ بادشاہ کشمیر جو حلیم طبع،
صاف گو اور صاف دل تھا، بدیں وجہ وہ لڑائی کرنے کے بجائے
صلح کرنے کا خواہاں تھا۔ راجہ بھگوانداس کے فریب میں آ کر
دوسرے دن اپنی فوج کا معائنہ کرنے کے بہانے سے دوران
بھاگ کر راجہ بھگوانداس کے پاس دریا کو پار کر کے پہنچا۔ راجہ
بھگوانداس نے یوسف شاہ کو ذہن نشین کیا کہ وہ اکبر بادشاہ
اور یوسف شاہ کے درمیان صلح کرائے گا۔ اس سلسلے میں اس
نے یوسف شاہ کے ساتھ حلفیہ معاہدہ کیا۔ جب یوسف شاہ
چک راجہ بھگوانداس کے ہمراہ اکبر بادشاہ کے پاس پہنچا، تو
اکبر بادشاہ نے اپنے فوجی کمانڈر راجہ بھگوانداس کا یوسف شاہ
چک کے ساتھ کئے گئے حلفیہ وعدوں سے جان بوجھ کر مکر کر
یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر کو فریب دے کر دونوں
اکبر بادشاہ اور اس کے سپہ سالار راجہ بھگوانداس نے اسے

بنگال میں قریباً ۲½ سال تک قید میں رکھا۔ ۹۹۶ھ مطابق ۱۵۸۸ء جب اکبر بادشاہ نے کشمیر پر مکمل قبضہ کیا، تو اُس نے یوسف شاہ چک کو قید سے رہا کر کے اُس کو بہار میں جاگیر دی۔ یوسف شاہ چک کی زندگی کے آخری ایام کے حالات اور اس کے مدفن کے بارے میں اس عہد کا ہم عصر مؤرخ حیدر ملک چاڈورہ نے اپنی تاریخ میں کچھ نہیں لکھا ہے اور نہ ہی حیدر ملک چاڈورہ نے اپنی تاریخ میں یعقوب شاہ چک پسر یوسف شاہ چک کی عمر کے آخری ایام اور اس کے مدفن کے بارے میں کچھ لکھا ہے۔ حالانکہ حیدر ملک چاڈورہ ولد ملک حسن چاڈورہ ان کا یعنی یوسف شاہ چک کا رشتہ دار تھا۔ حیدر ملک چاڈورہ نے اپنی تاریخ ۱۰۲۹ھ مطابق سنہ ۱۶۲۰ء میں مکمل کی ہے۔ جب کہ یوسف شاہ چک پسر علی شاہ چک بادشاہ کشمیر نے ۱۰۰۰ھ مطابق سنہ ۱۵۹۲ء میں ہندوستان کے موضع جگرنا میں انتقال کیا تھا۔ وہاں سے میران شاہ ابو المعالی پسر سید مبارک خان نے اُس کی نعش دو ماہ کی مسافت قطع کر کے بہار کے موضع لسوگ میں ۲۳ ماہ ربیع الاوّل سپردِ خاک کی۔ اسی طرح حیدر ملک چاڈورہ نے یوسف شاہ چک کے فرزند یعقوب شاہ چک جن کی وفات ۱۰۰۲ھ مطابق سنہ ۱۵۹۳ء میں ہوئی ہے کے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ ایسا دکھائی دیتا ہے کہ حیدر ملک چاڈورہ نے

خاص مصلحت کے پیش نظر یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر اور اس کے بیٹے یعقوب شاہ چک کی وفات اور مدفن کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے، کیونکہ وہ اکبر بادشاہ اور اس کے لڑکے جہانگیر کا وفادار ملازم بن گیا تھا۔ اس کی وفاداری کے پیش نظر حیدر ملک چاڈورہ کو جہانگیر بادشاہ نے "رئیس الملک کشمیر" اور "چغتائی" کا خطاب دیا تھا۔ حیدر ملک چاڈورہ کے بعد کشمیر کے دیگر مورخوں نے بے خبری کے عالم میں یعقوب شاہ چک کے مدفن کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ کشتواڑ میں اس کی قبر ہے، جو صحیح نہیں ہے۔ حیدر ملک چاڈورہ کے ہم عصر دوسرا کشمیر کا مورخ طاہر بن ملا جمال بن ملا حسام الدین مصنف بہارستان شاہی گزرا ہے جو یوسف شاہ چک اور یعقوب شاہ چک کا نزدیکی رشتہ دار تھا۔ وہ بھی اکبر اور جہانگیر کا وفادار ملازم تھا۔ اس نے اپنی تاریخ میں اکبر کو "خلافت پناہ"، "نصرت پناہ"، "جہانپناہ" اور "جنت آشیانی" وغیرہ کے دعائیہ الفاظ سے نشان دہی کی ہے۔ وہ اکثر کشمیر سے بلا کسی رکاوٹ کے ہندوستان جایا کرتا تھا، اور وہاں وہ سید ابو المعالی نورزند رحمید سید مبارک خان بیہقی، یوسف شاہ چک، اور یعقوب شاہ چک کے پاس قیام کرتا تھا۔ اس لئے وہ اکثر اپنی تاریخ میں کبھی "این دیار" اور "آن دیار" کے الفاظ سے کشمیر کی نشان دہی کرتا تھا۔ یعنی جب وہ ہندوستان میں رہ کر کشمیر کی تاریخ لکھتا تھا، تو

اُس وقت کشمیر کی نشان دہی "آن دیار" لکھ کر کرتا تھا، اور جب وہ کشمیر میں تاریخ تالیف کرتا تھا، تو وہ کشمیر کی نشان دہی اُس وقت "این دیار" لکھ کر کرتا تھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اکبر بادشاہ اور جہانگیر کے عہد میں کشمیر اور کشمیریوں کے حالات اکبر اور جہانگیر تک پہنچاتا تھا۔ اور اُس کے لئے کشمیر سے ہندوستان اور ہندوستان سے کشمیر آنے جانے کی کوئی پابندی یا رکاوٹ نہ تھی، جیسا کہ اُس کی تاریخ "بہارستان شاہی" سے عیاں اور نمایاں ہے۔

اکبر بادشاہ اُسی کشمیری سردار، اُمراء، اور اکابر کو ہندوستان سے کشمیر جانے کی اجازت دیتا تھا، جس نے اکبر کے ساتھ وفاداری اور اطاعت کرنے کا عہد کیا تھا۔ جیسے بابا خلیل، الدّبیر، یوسف شاہ چک، محمد بٹ سپہ سالار یوسف شاہ چک، حسن ملک چاڈورہ، علی ملک برادر ملک حیدر چاڈورہ، ابیہ خان چک، حیدر چک وغیرہ۔ انہوں نے اکبر کے ایماء پر یعقوب شاہ چک کے خلاف لڑا تھا۔ جن اُمراء کشمیر نے اکبر کا ایسا حکم ماننے سے انکار کیا۔ اُن کو کشمیر آنے کی اجازت نہ تھی۔ وہ سب ہندوستان میں ہی پاس گئے۔ اُن میں سید مبارک خان بیہقی اور اُن کا فرزند اور شمس چک وغیرہ تھے۔ مصنف بہارستان شاہی غالباً اکبر بادشاہ کا "پرچہ نویس" (سی، آئی، ڈی) کے عہدہ پر ملازم تھا۔ اُس نے اپنی

تاریخ میں یوسف شاہ اور اس کے لڑکے یعقوب شاہ کے آخری ایام اور مدفن کے بارے میں صحیح معلومات لکھے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایک طرف اکبر اور جہانگیر کا وفادار تھا اور دوسری طرف وہ یوسف شاہ کا رشتہ دار تھا۔ نتیجہ کے طور پر اُس نے اپنا نام کھلے طور پر ظاہر نہیں کیا تھا۔

یہاں پر اس بات کی مثال پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس عہد کے اکثر مورخوں نے جب یوسف شاہ چک اور یعقوب شاہ چک کے آخری ایام کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے، تو پھر وہ ملکہ حبہ خاتون کے بارے میں اُس کا ذکر کس طرح کرتے؟ اس میں شک نہیں کہ جب اکبر نے یوسف شاہ کو قید سے رہا کیا تو اُس نے اس کو باضابطہ بہار میں جاگیر دی تھی۔ آزاد ہوکر یوسف شاہ نے اپنا عیال خود ہندوستان لایا تھا۔ جس میں اس کی بیوی ملکہ حبہ خاتون بھی تھی۔ کیونکہ اکبر بادشاہ نے یوسف شاہ کے خاندان کو کشمیر سے جلاوطن کیا تھا۔ جب یعقوب شاہ نے بھی اکبر کی اطاعت کی، تو بقول مورخ طاہر مصنف بہارستان شاہی، اکبر بادشاہ نے یعقوب شاہ کو ہندوستان لاکر پہلے اس کو قید میں رکھا، پھر اُس کو آزاد کرکے یوسف شاہ کی وفات کے بعد اُس کی جاگیر اسے دے دی، اور جب یعقوب شاہ نے انتقال کیا تو اُس کا عیال جس میں اُس کے

بچے بھی تھے، ہندوستان میں موجود تھے، جس کی نشان دہی مورخ بہارستان شاہی نے ان الفاظ میں اس طرح کی ہے:۔

"از استماع این ... ہا ئلہ راجہ (مان سنگھ) جہت خبرداری و استمالت فرزندان تمہید (یعنی یعقوب شاہ چک کے فرزند) لباط تعزیت ایشان بگمان برادری و دلسوزی قاسم خان را بآن حدود تعین فرمود۔ آن نا خدا ترس با اتفاق عین رسن را زگلدے آن بے گناہ چند از سر نو تافتہ متوجہ آن حدود گردیدہ در آنجا رسیدہ ہمہ ایکن فرزندان ایشان را بانواع خشونت و اصناف عقوبت معذب داشتہ پنج اسباب و املاک و زر و زیور کہ در سرکار منکوحہ او مانده بود گرفتہ تصرف خود در آوردہ ہیچ کس لعبور رسی آن جماعۂ مظلومہ بدربار راجہ (مان سنگھ) نہ پرداخت۔"

(بہارستان شاہی ترتیب ڈاکٹر حیدری صفحہ نمبر ۲۳۶)

مندرجہ بالا عبارت پر غور کرنے سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب بقول مورخ بہارستان شاہی یعقوب شاہ چک پسر یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر کا عیال اس کی وفات کے وقت ہندوستان میں موجود تھا، تو پھر اس کے والد یوسف شاہ چک کا عیال ہندوستان میں موجود کیوں نہیں ہوتا؟ جس میں اس کی بیوی حبہ خاتون بھی تھی۔ جس نے بقول مصنف بہارستان شاہی وہاں "قاسم خان" کو متبنی لڑکا بنایا تھا۔ جس کی برائی مورخ بہارستان شاہی نے

اس وجہ سے کی ہے کہ وہ یوسف شاہ چک کا بقول اس کے "اشتہاری فرزند" تھا۔ حقیقتاً اس کا یہ الزام اس کی تاریخ کے مطالعہ سے سراسر لغو اور جھوٹ ثابت ہوتا ہے۔

مورخ بہارستان شاہی کا یہ بیان کہ "قاسم خان" یوسف شاہ کے متبنیٰ لڑکے نے یعقوب شاہ کو پان کے بیڑے میں زہر دیا ہے، قابل یقین نہیں۔ کیونکہ قاسم خان اکبر بادشاہ اور راجہ مان سنگھ کے حکم اور منظوری کے بغیر ایسا نہیں کر سکتا؟ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے حقیقت پر پردہ ڈالا ہے۔ مورخ بہارستان شاہی نے کشمیریوں کے قتل کے واقعات کو بجائے اکبر بادشاہ اور اس کے کشمیر پر مقرر کردہ گورنروں اور ان کے ماتحت قاتلوں کے بے گناہ کشمیریوں پر جان بوجھ کر عائد کئے ہیں۔ اگر ایسا ہوا ہوتا، تو اکبر بادشاہ یا مان سنگھ کشمیریوں کو ضرور سزا دیتا؟

مورخ بہارستان شاہی نے یعقوب شاہ چک کو زہر دینے کا ذمہ دار قاسم خان کو قرار دیا ہے، اور اس کی برائی اس لئے بھی کرتا ہے کہ اس نے یعقوب شاہ کے اولادوں سے سب کچھ چھین لیا ہے۔ مزید لکھتا ہے کہ جب بقول اس کے قاسم خان نے یوسف شاہ کی جاگیر پر قبضہ کیا تو یعقوب شاہ چک کے اولادوں نے اس کی شکایت راجہ مان سنگھ کے پاس کی۔ اور راجہ مان سنگھ نے ان کی درخواست پر کوئی غور نہیں کیا۔

مورخ کے اس بیان سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ "قاسم خان" یوسف شاہ کا متبنٰی لڑکا تھا، جس کو اس کی ملکہ حبہ خاتون نے "لے پالک" بنا لیا ہوگا۔ اس وجہ سے راجہ مان سنگھ نے اس کو یوسف شاہ کی جاگیر دی جس پر مورخ بہارستان شاہی سخت نالاں دکھائی دیتا ہے۔ قاسم خان کا حبہ خاتون کا "لے پالک" لڑکا ہونے کا دوسرا واضح ثبوت یہ ہے کہ ظاہر مورخ بہارستان شاہی لکھتا ہے کہ یوسف شاہ چک کے انتقال کے بعد راجہ مان سنگھ نے یعقوب شاہ چک کو قید سے رہا کر کے اس کو اپنے باپ کی جاگیر بہار میں جانے کی اجازت دی تھی، اس سلسلے میں مورخ بہارستان شاہی کی عبارت ملاحظہ ہو:—

"قاسم خان کہ بہ فرزندی یوسف شاہ در افواہ اشتہار پذیرفتہ بود، و مدت یک سال بشومی زشتی افعال خویش در حبس پادشاہی محبوس بود و راجہ مان سنگھ در آن حین شفیع او شدہ او را از آن حبس بر آوردہ و در حقیقت (قاسم خان) نسل مرد قصاب بودہ درمیان آوردند ... یعقوب شاہ جہت تماشاء سیر جاگیر خویش شہر بھیرا از خدمت راجہ التماس رخصت نمودہ،

مرخص شد و در تھانہ قاسم خان مذکور جہت وداع تشریف ارزانی فرمود۔" (بہارستان شاہی صفحہ ۴۳)

مندرجہ بالا مصنف بہارستان شاہی کی عبارت پر غور کریں، تو صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ مصنف بہارستان شاہی، قاسم خان کا سخت خلاف تھا۔ پہلے لکھتا ہے کہ قاسم خان، یوسف شاہ چک کا اشتہاری فرزند تھا، پھر اس کو "نسل مرد قصاب" کہتا ہے۔ اس کے بعد لکھتا ہے کہ یعقوب شاہ چک جب اپنی باپ کی جاگیر پر جانے کے لئے مان سنگھ سے اجازت حاصل کرتا ہے، تو پھر وہ قاسم خان کے پاس بھی رخصت لینے کی غرض سے جاتا ہے۔ غور طلب بات ہے کہ قاسم خان کے پاس یعقوب شاہ چک رخصت لینے کی غرض سے کس بات کے پیش نظر گیا تھا؟ اگر قاسم خان بقول مصنف بہارستان شاہی یوسف شاہ چک کا اشتہاری فرزند ہوتا، تو ممکن تھا کہ یعقوب شاہ چک اس کے پاس کبھی رخصت لینے کی غرض سے نہیں جاتا؟ اس کو قاسم خان کے پاس رخصت لینے کی کیا ضرورت تھی؟ دراصل قاسم خان، یوسف شاہ چک کا یقیناً "لے پالک" فرزند تھا، جس کو اس کی دوسری ملکہ حبہ خاتون نے "لے پالک" بیٹا بنا لیا ہوگا۔ یوسف شاہ کی پہلی بیوی سے اس کے دو فرزندان تھے، جن کا ذکر مصنف

بہارستان شاہی نے کیا ہے، جن میں یعقوب شاہ چک اور میرزا ابراہیم چک تھے۔ تیسرے فرزند کا نام ملک حیدر چاڈورہ نے حیدر خان لکھا ہے، اور اس نے حیدر خان کو یوسف شاہ چک کا سب سے چھوٹا لڑکا لکھا ہے۔ چونکہ مصنف بہارستان شاہی نے اس کا نام اپنی تاریخ میں نہیں لکھا ہے۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ حیدر خان یوسف شاہ چک کا سب سے چھوٹا لڑکا ہونے کے ناطے وہ حبہ خاتون کے بطن سے ہوگا۔ یہی وجہ بہارستان شاہی کے مصنف نے اس کا نام اپنی تاریخ میں درج نہیں کیا ہے، جبکہ حیدر خان کا نام بطور "پسر کہتر یوسف شاہ چک" ابو الفضل نے بھی اپنی تالیف "اکبر نامہ" میں لکھا ہے، مزید بر آں اس زمانہ کا دوسرا ہم عصر مشہور مورخ حیدر ملک چاڈورہ نے بھی اپنی تاریخ میں اسکا ذکر کیا ہے۔

اکبر بادشاہ نے ۹۹۲ھ میں کشمیر پر مکمل قبضہ کرنے کے بعد تواریخ میں "حیدر خان پسر کہتر یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر" کے نام کا ذکر نہیں ملتا ہے۔ قرین قیاس ہے کہ وہ اکبر کے کشمیر پر قبضہ کرنے کے دوران فوت ہوا ہوگا۔ ممکن ہے بعد میں حبہ خاتون نے "قاسم خان" کو "لے پالک" بنایا ہوگا۔ تواریخ کے گہرے مطالعہ سے یہ بات بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ یوسف شاہ چک کی پہلی بیوی اکبر بادشاہ کا کشمیر

پر قبضہ کرنے سے قبل ہی وفات پا گئی تھی۔

مصنف بہارستان شاہی کا حیدر خان جو یوسف شاہ چک کا سب سے چھوٹا فرزند تھا، کا ذکر نہ کرنے کی وجہ یہی دکھائی دیتا ہے کہ وہ اُس کا بھی خلاف تھا، جو یوسف شاہ چک کی پہلی بیوی کے بطن سے نہیں ہوگا۔ مصنف بہارستان شاہی، یوسف شاہ چک کے دوسرے لڑکے میرزا ابراہیم کا ذکر اس طرح کرتا ہے کہ جب یعقوب شاہ چک نے اکبر کی اطاعت قبول کی، تو اُس کو میرزا یوسف خان نے جو اُس وقت کشمیر کا اکبر بادشاہ کی طرف گورنر مقرر تھا۔ اکبر کی خدمت میں اپنے بھائی کے ہمراہ میرزا ابراہیم کو حسن بیگ ترکمان کی نگرانی میں روانہ کیا۔ راستے میں میرزا ابراہیم نے ایک سازش کے تحت بے خبری میں حسن بیگ ترکمان پر شمشیر سے وار کیا۔ میرزا ابراہیم کا وار خطا ہوا، حسن بیگ ترکمان بچ گیا۔ یہ دیکھ کر حسن بیگ ترکمان کے آدمیوں نے میرزا ابراہیم کا کام تمام کیا۔ اس سلسلے میں مصنف بہارستان شاہی کی عبارت ملاحظہ ہو:—

" چون پادشاہ خلافت پناہ (یعنی اکبر بادشاہ)

جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا گیا ہے کہ مصنف بہارستان شاہی اکبر بادشاہ کا ملازم تھا، اس لئے وہ اکبر بادشاہ کو "خلافت پناہ"، "جنت آشیانی"، "نصرت پناہ" اور "جہاں پناہ" کے دعائیہ فقرے سے نشاندہی کرتا

ہے۔ اس نے اپنی تاریخ میں اکبر بادشاہ کی کشمیریوں کے ساتھ ظالمانہ پالیسی کی کہیں بھی برائی نہیں کی ہے اور نہ ہی واضح طور پر اپنی تاریخ میں اکبر کی جانب سے کشمیریوں پر روا رکھی گئی زیادتیوں کا اظہار کیا ہے۔ اگر کسی موقعہ پر کشمیریوں کے ساتھ زیادتیوں کا ذکر کیا ہے، تو وہاں کشمیریوں کو ہی ان زیادتیوں کیلئے ذمہ وار ٹھہرایا ہے۔ اس بات کا ثبوت اس کی تاریخ کے مطالعہ سے نمایاں ہے)

عہود و مواثیق فرمودہ در خدمت اقدس (یعنے اکبر بادشاہ) نگاہداشتہ بود، او را برفاقت حسن بیگ ترکمان بخدمت راجہ مان سنگھ در پیش پدر خود یوسف شاہ روانہ گردانید۔ در اثنائے راہ میرزا ابراہیم برادر یعقوب شاہ چک بسبب تحریک بعض اجلاف بے مصلحت و اتفاق برادر خود چشم مروت بخاک بے مروتی انباشتہ فرصت وقت یافتہ شمشیر ظلم نمودہ بغرق حسن بیگ ترکمان حوالہ نمودہ۔ چون آن مرد نیک اندیش و خوش منش بود۔ بعون حفظ الٰہی سرموئی او را آزاری نرسید۔ مردم حسن بیگ آن حال معائنہ

نمودہ، ہجوم آوردہ میرزا ابراہیم را مقتول ساختند۔"

{بہارستان شاہی ترتیب ڈاکٹر حیدری صفحہ نمبر ۲۴۴}

مندرجہ بالا مصنف بہارستان شاہی کی تاریخ کے اقتباس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ جب یعقوب چک نے اکبر کی اطاعت کی، تو اُس کو اُس وقت کے اکبر بادشاہ کی طرف سے مقرر کردہ کشمیر کا صوبہ دار میرزا یوسف خان نے اکبر بادشاہ کی خدمت میں حسن بیگ ترکمان کی نگرانی میں اپنے برادر میرزا ابراہیم کی ہمراہی میں روانہ کیا۔ راستے میں یعقوب چک کے برادر میرزا ابراہیم نے بدمعاش اور کمینے لوگوں کی تحریک سے اپنے برادر یعقوب چک کی مصلحت کے بغیر حسن بیگ ترکمان پر بے خبری میں شمشیر کا وار کیا۔ چونکہ حسن بیگ ترکمان نیک اندیش اور خوش منش آدمی تھا، اللہ کی حفاظت سے اس وار سے بچ گیا، تو حسن بیگ ترکمان کے آدمیوں نے میرزا ابراہیم پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا۔

مصنف بہارستان شاہی کے مندرجہ بالا اقتباس پر غور کرنے سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ مصنف بہارستان شاہی حقیقت پر پردہ ڈال کر اپنی ہی عبارت کے مطالب کو غلط رنگ دے کر پیش کرتا ہے۔ اُوپر کی عبارت کے بیان سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ یعقوب چک نے جب اکبر کی اطاعت کی، تو اس کو اکبر کی خدمت میں اُس کے بھائی میرزا ابراہیم کے ہمراہ حسن بیگ ترکمان

کی نگرانی میں روانہ کیا جاتا ہے۔ اس قافلہ میں یعقوب چک، اُس کا بھائی میرزا ابراہیم، حسن بیگ ترکمان اور حسن بیگ ترکمان کے فوجی آدمی تھے۔

مصنّف بہارستان شاہی لکھتا ہے کہ راستے میں میرزا ابراہیم کو چند بد معاش اور کمینے لوگوں نے تحریک کی کہ وہ بے خبری کے عالم میں حسن بیگ ترکمان پر شمشیر آبدار سے حملہ کرے۔ مگر مصنف مذکورہ اُن کمینے لوگوں کے بارے میں کچھ نہیں بتاتا اور نہ ہی ان کی نشان دہی کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قافلہ میں صرف یعقوب چک، اُس کا بھائی اور حسن بیگ ترکمان معہ اُس کے فوجی آدمی تھے۔ مصنف مذکورہ اس بات کا بھی اظہار کرتا ہے کہ یعقوب چک کا بھائی میرزا ابراہیم نے یعقوب شاہ چک کے مشورے کے بغیر یہ سازش کی تھی، جو سراسر لغو اور بے بنیاد دکھائی دیتا ہے، کہ میرزا ابراہیم نے اپنے بھائی کے مشورہ کے بغیر ایسا قدم اُٹھایا ہوگا، جبکہ یہ قافلہ جس میں مصنف مذکور کے بیان کے مطابق صرف یہ دو بھائی اور فوجی آدمی تھے۔ چونکہ مصنف مذکور کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل یہ سازش ناکام ہوئی تھی، اور میرزا ابراہیم کی شمشیر کا وار خطا ہوا تھا، نتیجہ کے طور پر حسن بیگ ترکمان بچ گیا، بقول مصنف حسن بیگ ترکمان کے آدمیوں نے بعد میں میرزا ابراہیم کو صرف قتل ہی کیا تھا۔ اگر اس سازش میں یعقوب

کمینے لوگوں نے میرزا ابراہیم کو ایسا قدم اُٹھانے کی تحریک کی تھی۔ اس سے مصنف کا مقصد کشمیر یوں سے ہے۔ جیسا کہ مصنف مذکورہ کی اس تاریخ کی اکثر عبارت سے ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ جب حسن بیگ ترکمان اکبر بادشاہ کا فوجی افسر وار سے بچ جاتا ہے تو مصنف بہارستان شاہی کی عبارت کے اس سلسلے میں لکھے گئے الفاظ واقعی قابل غور ہیں، وہ لکھتا ہے کہ "حسن بیگ ترکمان ایک نیک اندیش اور خوش منش آدمی تھا، اس لئے اللہ کی حفاظت سے بچ گیا" مذکورہ مصنف نے اکثر اس تاریخ میں اکبر، جہانگیر اور ان کے صوبہ داروں وغیرہ کی کشمیریوں پر زیادتی روا رکھنے کی مذمت کرنے کے بجائے وہ صرف اکثر مرتکب زیادتیوں کو کشمیر کے لوگوں کو ہی ذمّہ دار ٹھہراتا ہے، وہ اصل حقیقت پر پردہ ڈال کر کشمیریوں پر رکیک حملے کرتا ہے۔ نتیجہ کے طور پر اس مصنّف کا ظاہر اور، باطن اور دکھائی دیتا ہے۔

"واقعات کشمیر"

کے مصنّف خواجہ محمد اعظم دیدہ مری، جس نے مذکورہ کشمیر کی تاریخ مغل دور یعنے ۱۱۶۰ھ ہجری میں مکمل کی ہے، یوسف شاہ، بادشاہ کشمیر کی عیش پرستی، موسیقی بزم انشاط و انبساط اور اس کی شعر گوئی کے بارے میں اس طرح لکھتا ہے:۔

"یوسف شاہ بن علی شاہ در ست و ثمانین و تسعمایہ (۹۸۶ھ) بہ تخت نشست، مائل عیش و عشرت بود۔ اکثر اوقات را صرف بزم نشاط و انبساط می نمود، طبع موزون داشت بہ فارسی و کشمیری شعر گفت...... (چون یوسف شاہ کرت دوم بر تخت قابض شد، خواجہ اعظم مے گوید)
...... یوسف شاہ بر خلاف گذشتہ چندا نے بقوالان و مطربان سے پرداخت"

خواجہ اعظم کے مندرجہ بالا اقتباسات سے عیاں ہوتا ہے، کہ یوسف شاہ بزم موسیقی منعقد کرتا تھا۔ اور اس بزم میں قوالان اور مطربان ہوتے تھے۔ خواجہ اعظم کے نزدیک یوسف شاہ جب پہلی بار ۹۸۶ھ میں کشمیر کا بادشاہ ہوا تھا۔ تو اس نے حکومت کے رفاہ عام وغیرہ کے کاموں کو چھوڑ دیا تھا، بلکہ وہ اس دوران صرف قوالان اور مطربان کے ساتھ دن گزارا کرتا تھا۔ نتیجہ کے طور پر اس کو حکومت سے دست بردار ہونا پڑا۔ بعد میں جب دوسری بار وہ کشمیر کا بادشاہ بن گیا، تو اس نے بزم نشاط اور انبساط سے پرہیز کیا۔

خواجہ محمد اعظم دیدہ مری اپنی تاریخ "واقعات کشمیر" کے صفحہ نمبرات ۱۱۷، ۱۱۸ پر رقمطراز ہے کہ یوسف شاہ چک

بادشاہ کشمیر کو اکبر بادشاہ نے لاہور پر قبضہ کرنے کے بعد اپنی
عنایات سے سرفراز کر کے اس کو معزز کیا، اور یوسف شاہ چک
اپنی زندگی کے آخری ایام تک اکبر بادشاہ کے لئے ہر قسم کی
جانفشانی کرتا تھا۔ یوسف شاہ کی اولاد اور اعوان اکبر بادشاہ
اور جہانگیر بادشاہ کے امراء میں سے تھے۔ اور بعد میں وہ اکبر آباد
میں عرصہ تک بودوباش کرتے تھے، اور بعض برہان پور میں
بودوباش کرتے تھے، اور ان سردو چکھوں پر ان کی اولاد
خواجہ محمد اعظم مورخ کے دور ۱۱۶۳-۱۱۴۸ السنہ تک موجود تھے
اس سلسلے میں خواجہ محمد اعظم کی تاریخ سے اقتباس ملاحظہ ہو:۔

"فاما احوال یوسف شاہ چک و سرفرازان دیگر
از قبیلہ چکان این است کہ بعد استقرار سلطنت
بہ خاندان چغتائیہ اکثر بیرا کہ از ارباب داعیہ
دانستند در حضور فتح گنجور بمحافظت گذاشتند
از آن جملہ یوسف شاہ با توابع خود بیست و چہار
سال از ابتداء تسخیر اکبری تا اوائل سلطنت جہانگیری
در حضور ماندہ و خدمات عمدہ و جاگیرہا یافتند ....
.... چون پادشاہ در لاہور فتح کرد یوسف خان
معزز و مشمول عنایات شد و در کارہای سلطانی جانفشانی
میکرد تا باجل موعود در گذشت، و اولاد و اعوان یوسف خان

با رفقای خود بصورت امراء گذرانیده آخرہا تعین اکبر آباد مدتی مدید شدہ و چندی تنخواہ برہان پور بودند و تا الیوم در ہر دو جا نسل آنہا موجود است۔"

"تاریخ کشمیر گوہر عالم"

مصنف حاجی محمد اسلم منتعمی

مورخ کشمیر حاجی محمد اسلم منتعمی مصنف "گوہر عالم" نے بھی اپنی تاریخ میں یوسف شاہ چک کی بزم سرود کے بارے میں واضح طور پر ذکر کیا ہے۔ حاجی محمد اسلم نے اس تاریخ میں کشمیر تک کشمیر کے حالات درج کئے ہیں۔ اس نے اپنی تاریخ کو پٹھان دور میں مکمل کیا ہے۔ حاجی محمد اسلم منتعمی نے اپنی تاریخ "گوہر عالم" میں اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ اس نے ۱۱۸۶ھ میں جب وہ ہندوستان چلا گیا، تو اس نے اکبر آباد میں کشمیر کے آخری بادشاہ یعقوب شاہ چک کی اولادوں سے "نور نامہ" کا قلمی نسخہ حاصل کیا تھا۔ یہ "نور نامہ" حضرت شیخ العالم شیخ نور الدین ولی کشمیری نے بڑا الہام مرتب و ترتیب دیا تھا اس "نور نامہ" کا ترجمہ سلطان زین العابدین بڈشاہ کے مشہور شاعر ملا احمد نے کیا تھا جس کا نام اس نے "مراۃ الاولیاء" رکھا تھا۔ حاجی محمد اسلم نے اس باب میں مزید بتایا ہے کہ اس "نور نامہ" سے اس نے کشمیر کے قدیم زمانے کے پانڈوں کا حال نقل کر کے اپنی تاریخ میں درج کیا

ہے۔ مذکورہ مورخ کے اس بیان سے اِس بات کی نشاندہی ہو جاتی ہے کہ ۱۱۸۸ھ میں کشمیر کے آخری بادشاہ یعقوب شاہ چک کی اولاد ہندوستان میں موجود تھی۔ جن سے مورخ مذکورہ نے "نورنامہ" حاصل کیا تھا۔ اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ کشمیر کے آخری دو جلاوطن شدہ دونوں بادشاہوں کے اہل و عیال ہندوستان میں ان کے جلاوطن ہونے کے زمانے میں ان کے ساتھ تھا، چونکہ ان کے رشتہ دار مورخ بہارستان شاہی نے اپنی تاریخ میں کسی جگہ بھی یوسف شاہ یا یعقوب چک کے اہل و عیال جن میں ان کی بیگمات شامل تھیں، نام نہیں لکھا ہے صرف اس نے اتنا لکھا ہے کہ جب یعقوب شاہ فوت ہوا، تو اس کی اولاد کی جاگیر اور مال و اسباب یوسف شاہ کے استبدادی فرزند قاسم خان نے بزور چھین کر قبضہ کیا، مگر یعقوب شاہ چک کے بچوں یا عیال کے نام نہیں لکھے ہیں۔ مورخ بہارستان شاہی کے اس بیان سے بھی اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ یوسف شاہ اور یعقوب شاہ چک کا اہل و عیال ہندوستان میں ان کے ساتھ تھا۔ یہاں پر مورخ "گوہر عالم" حاجی محمد اسلم کا بیان یوسف شاہ بادشاہ کشمیر کا موسیقی سے لگاؤ وغیرہ کے بارے میں درج کیا جاتا ہے جو اس نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے:۔

"یوسف شاہ در فن موسیقی مہارتی کامل و در حسن لہجہ ملاحتی شامل داشت...... اوقات عزیز را در

صحبت زنان، نازنین و قوالان باربدی آہنگ معروف عیش و عشرت و نائی و نوش داشتہ ... او وقات شب و روز در اشتغال عیش و نشاط بربستہ کامرانی در محافل شادمانی بحوی از حد متجاوز بسر مے رسانید کہ ازاں روز باز سکان کشمیر در محاورہ یک دیگر باعتبار مبالغہ "عیش یوسف خان" مثل گویند ... او را در علم موسیقی و نغمہ آرائی مہارت از حد اندازہ بیرون گذشتہ اند ...."

"تاریخ کشمیر" نوادر الاخبار

مصنف ابا رفیع الدین احمد فاقل

مورخ "نوادر الاخبار" کے مصنف ابا رفیع الدین احمد فاقل نے ۱۲۳۶ھ میں اپنی تاریخ کو مکمل کیا ہے۔ اس نے کشمیر کی تاریخ میں اکبر بادشاہ کے کشمیر پہ قبضہ کرنے تک کے حالات و واقعات لکھے ہیں۔ وہ اپنی تاریخ میں یوسف شاہ کا موسیقی سے لگاؤ کے متعلق اس طرح لکھتے ہیں :-

"یوسف شاہ شب روز از اشتغال عیش و نشاط بربستہ کامرانی در محافل شادمانی بحوی از حد متجاوز بسر میرسانید کہ ازاں روز باز سکان کشمیر

در محاورہ یک دیگر باعتبار مبالغہ عیش یوسف شاہ
مثل گویند۔"

مورخ رفیع الدین احمد متخلص لتاغل کے مندرجہ
بالا بیان سے اس بات کی نشان دہی ہو جاتی ہے۔ کہ یوسف شاہ
بادشاہ کشمیر بزم موسیقی کا دلدادہ تھا۔

تاریخ کشمیر خلیل مرجان پوری

مورخ تاریخ کشمیر خلیل مرجان پوری نے بھی اپنی تاریخ
میں یوسف شاہ چک اور اس کی ملکہ حبہ خاتون کے بارے میں واضح
طور پر لکھا ہے کہ یوسف شاہ بادشاہ کشمیر اکثر مردم ستار چنگ
میں قوالان، مطربان وغیرہ ہوتے تھے کے ساتھ دن گذارتا تھا، اور
اس سلسلے میں بزم سرود منعقد کرتا تھا۔ یوسف شاہ موسیقی کا دلدادہ
تھا اور اس میں اس کو کمال حاصل تھا۔ اکثر اوقات وہ حبہ خاتون کے
ساتھ سرود کی محفلیں گرم کرتا تھا۔ حبہ خاتون کو بھی موسیقی میں کمال
حاصل تھا۔ یہ دونوں شعر بھی کہتے تھے۔ مورخ خلیل مرجانپوری
نے اپنی تاریخ میں حبہ خاتون کے بارے میں یہ نہیں لکھا ہے کہ وہ کشمیر میں
کہاں کی رہنے والی تھی، اور نہ ہی اس کے والدین کے بارے میں کچھ لکھا
ہے۔ مورخ خلیل مرجانپوری نے اس تاریخ کو ڈوگرہ حکومت میں تالیف
کیا ہے۔ حبہ خاتون کے بارے میں اپنی تاریخ میں وہ اس طور رقم طراز

ہے:-

["یوسف شاہ"] پس لیل و نہار با مردم ستار از قوالان ہزال بہ سرود و مے کشی بسر می برد۔ چون در ہمین امور صرف اوقات نمود و در خواہش ہای نفسانی پابگل ماند، خود ہم در موسیقی دستی تمام پیدا کردہ و اکثر با حبہ خاتون کہ تام مطربۂ خوش لہجہ و خوش روی و زنجیر موی و نغز گوی بود کہ از رشک آواز شیرینش پارید مانند تیشہ، فرہاد ستار بر سر خود زدی۔ گویند کہ چون در میان مرغزار بر کنار انہار خوشگوار بہ بط بساط انبساط سرور و سرود می پرداختند۔ بسا اوقات وحش و طیور لشنیدن ترنم بہ گرد آنہا حلقہ بستندی و آبرو آفتاب والبتہ کمقام شناسی ایشان بود۔ باوجود این ہمہ کمالات موسیقی طبع موزون ہم داشتند، چنانچہ اکثر آبدار اشعار کشمیری آن ہر دو بے نظیر ہنوز بر السنۂ نغمہ سرایان کشمیر مذکور میشود و یوسف شاہ بفارسی نیز گاہی شعر تازہ در سلک نظم می کشید"

مورخ خلیل مرجان پوری اپنی اس تاریخ میں حبہ خاتون کے متعلق ایک اور قصہ بیان کرتا ہے کہ ایک روز یوسف شاہ چک کے سخت لہجے مبنی بر غرور گفتگو پر حبہ خاتون اس سے ناراض

ہوئی، تو حبہ خاتون نے یوسف شاہ کے پاس ترک ملازمت اور اُس کے ساتھ بات کرنی چھوڑ دی۔ اِن دنوں یوسف شاہ کو سیر کوہستان پھاک کی خواہش دل میں پیدا ہوئی، تو یوسف شاہ مرغزار نارسر اور مارسر جو دو چشمے متصل ایک دوسرے کے واقع ہیں، کو دیکھنے چلا گیا۔ وہاں پہنچ کر ان مرغزاروں کی دلکش اور فرحت افزا آب و ہوا اور گل و ریاحین کی مہک سے دل خوش ہوا، تو اس وقت اس کو حبہ خاتون کی یاد آئی۔ اس نے اسی وقت دو فراقیہ اشعار اس طرح موزون کیے۔ عبارت ملاحظہ ہو:-

"نقلست کہ از آنجا کہ پیوستہ ناز را با نیاز از راہِ غرور گفتگوئی لازم است، باری حبہ خاتون از یوسف شاہ مکدر شدہ ترک ملازمت نمودہ بود، دران روزہا یوسف شاہ را ہوسِ سیرِ کوہستان پھاک بخاطر افتادہ، چون در مرغزار نارسر و مارسر کہ نام دو چشمہ سار متصل یکدیگر است رسید بمشاہدہ گل و ریاحین خوشدل شدہ آغاز زمزم نمود دران وقت یاد حبہ خاتون خار خاری بدلش انداختہ گریان شدہ این شعر فراقیہ موزون کرد۔ بیت:-

ادبر باد دو زلفِ بُت کشمیر نژادی

شد نارسر و مارسر از گریہ دو چشم"

گاہے بسیر تالاب ڈل و مشاہدہ گل زار گمت شراب و کباب و

نواختن سرود درباب حبہ خاتون می بود و بسیار بار از آغاز فصل بہار با آن پری رخسار از شہر برآمدہ برملی مشغول سیر و شکار و مشاہدہ گلشن و سبزہ زار و تماشای جوئے بار و چشمہ سار می شد گر بعد دیدن شگوفہ زعفران داخل دار الامارہ می گردید القصہ بنوعی داد عیش و عشرت داد کہ از آن باز الی ہذا الایام "عیش یوسف شاہی" و سرود حبہ خاتون" زبان زد عوام است"

تاریخ کشمیر وجیز التواریخ

مہاراجہ پرتاپ سنگھ کے عہد کا مورخ کشمیر غلام نبی شاہ خانیاری نے اپنی تاریخ "وجیز التواریخ" جو اس نے ۱۲۷۴ھ میں تالیف کی ہے، میں یوسف شاہ چک اور حبہ خاتون کے بارے میں لکھا ہے کہ یوسف بادشاہ کشمیر عیش و عشرت میں گذارتا تھا، اور کشمیر کے دلکش اور فرحت افزا مقامات وہرعزار گلمرگ، سونہ مرگ، اسرہ بل اور اچھہ بل وغیرہ کی سیر کرتا تھا اور وہاں عیش و عشرت کی محفلیں گرم کرتا تھا، اور یوسف شاہ بادشاہ کشمیر کی عیش پرستی بنام "عیش یوسف شاہی" زبان زدہ عوام ہے۔ وہ حبہ خاتون جو حسن و جمال اور خوش لہجہ و آواز میں ممتاز تھی ہمیشہ اس کے ساتھ عیش و عشرت سے دن گذارتا تھا حبہ خاتون چند ہار پرگنہ کے ایک زمین دار کی بیٹی تھی۔ اس نے حبہ خاتون کی شادی یوسف شاہ سے کی تھی وجیز التواریخ کے مصنف نے اپنی تاریخ میں ان الفاظ میں حبہ خاتون کا ذکر

کیا ہے :-

"در سال ۹۸۸ھ پسرش یوسف شاہ چک بعد واقعہ پدر بمرتبہ حکومت رسید مائل عیش و عشرت بود و در مرغزار گلمرگ و سونہ مرگ و اسرہ بل و آچھ بل وغیرہ مقامات دلکش داد عیش و عشرت زدہ مشغول مے بود کہ عیش یوسف شاہی بر السنہ عوام مشہور است و بہمراہ حبہ خاتون کہ در حسن و جمال و خوش الحانی و آوازی باکمال داشت و در چندہار سکونت می بود پدر و مادرش کہ از زمین داران بود ند بہ یوسف خان بخشندہ، ہمیشہ ہمراہ آن دلربا عیش شاہی مے کرد۔"

حبہ خاتون کی وفات وغیرہ کے بارے میں مورخین کشمیر بالکل خاموش ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اکبر بادشاہ نے یوسف شاہ کو صلح کے بہانے ہندوستان بلا کر اسکو قید کر دیا۔ بعد میں ۱۲ سال کے بعد قید سے رہا کر کے اسکو باضابطہ بہار میں جاگیر دی۔ جہاں یوسف شاہ نے اپنے عیال کے ساتھ زندگی کے باقی دن گذار دیئے۔ ان کو کشمیر آنے کی اجازت نہ تھی۔ نتیجہ کے طور پر حبہ خاتون نے بھی بہار میں ہی انتقال کیا۔ اس زمانے کے مورخین حیدر ملک چاڈورہ، اور طاہر مصنف بہارستان شاہی نے اپنی تاریخ میں مصلحتاً حبہ خاتون کی وفات وغیرہ کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے۔ یہ دونوں یوسف شاہ کے رشتہ دار تھے۔ حبہ خاتون کے عہد کے کشمیر کے تین ہم عصر مورخوں نے اس کے

بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے کہ ان کی وفات کہاں اور کب ہوئی ہے ؟ اس کی وجہ یہ دکھائی دیتا ہے کہ ایک تو اکبر بادشاہ نے یوسف شاہ کو تخت سے محروم کر کے ہندوستان میں قید کرنے کے بعد اس کو بہار میں جاگیر دی۔ ان پر یا ضابطہ پابندی عائد کی جس کی وجہ سے کشمیر میں یوسف شاہ اور اس کے لڑکے یعقوب چک کے عیال کے کسی فرد کو کشمیر میں رہنے کی اجازت نہ تھی۔ ان کے رشتہ داروں کو بھی کشمیر سے جلا وطن کر کے ہندوستان کے دور دراز علاقوں میں بھیج دیئے گئے حتیٰ کہ کشمیر کے بیہقی سادات جن کو یوسف شاہ اور اس کے باپ علی شاہ چک سے قرابت تھی، ان کو بھی ہندوستان میں جلائے وطن کیا گیا، کیونکہ سب سے پہلے دولت چک جو شیعہ مسلک سے وابستہ تھا نے اپنی لڑکی سید ابراہیم خان بیہقی کے فرزند کے نکاح میں دی۔ اسی طرح غازی خان چک نے بھی اپنی دختر کا نکاح سید ابراہیم خان بیہقی کے برادر زادہ کے ساتھ کیا تھا۔ اس کے بعد علی شاہ والد یوسف شاہ چک نے اپنی لڑکی سید مبارک خان بیہقی کے فرزند سید ابو المعالی بیہقی کے نکاح میں دی تھی۔ اس کے بعد یوسف شاہ چک نے بھی اپنی لڑکی کا نکاح سید مبارک خان بیہقی کے پوتے سے کر دیا تھا۔ {بہارستان شاہی ترتیب ڈاکٹر حیدری صفحات:۔ ۲۵۵، ۲۶۰، ۲۹۸، ۴۰۳}

چکوں کے ساتھ اسی قرابت کی وجہ سے سادات بیہقی کے اس وقت کے نامور افراد جن میں سید مبارک خان بیہقی جس کی وفات ۹۹۹ھ میں جلائے وطنی میں فیروز آباد ہندوستان میں ہوئی اور اس کے فرزند سید

ابوالمعالی بیہقی کو بھی کشمیر سے جلائے وطن کیا گیا۔ سید مبارک خان بیہقی کے فرزند جو علی شاہ چک کا داماد اور یوسف شاہ چک کا بھوپی تھا۔ اکبر بادشاہ نے پہلے اس کو ہندوستان میں جلائے وطن کر دیا۔ پھر اکبر بادشاہ کے فرزند جہانگیر بادشاہ نے اس کو ۱۰۲۳ھ میں اپنے بھائی سید ابراہیم خان بیہقی کے سمیت سندھ کے علاقہ ٹھٹھ میں جاگیر دے کر جلائے وطن کر دئیے۔ سید ابوالمعالی کے بعد کے حالات کسی تاریخ میں نہیں ملتے کہ کشمیر کے اس بہادر، نڈر اور دلیر کا کب اور کہاں انتقال ہوا؟ اس سلسلے میں تواریخ خاموش رہیا۔ اکبر بادشاہ نے ایک سوچی سمجھی تجویز کے ذریعے کشمیر کے بہادروں جن سے وہ خائف تھا، ان میں چک اور دیگر بہادوران کشمیر تھے، کو مختلف طریقوں سے اپنے صوبہ داروں اور ان کے ماتحتوں کے ظالمانہ ہاتھوں سے خاتمہ کروایا! کشمیر میں چک خاندان کا کوئی نام لیوا باقی نہ رکھا! تواریخ کے مطالعے سے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اس عہد کے زر خرید مورخین تواریخ نے اکبر بادشاہ کے خوف کی وجہ سے یوسف شاہ اور اس کے فرزند یعقوب شاہ چک کے حالات لبستہ خاموشی میں رکھے ہیں۔ صرف مورخ بہارستان شاہی جو یوسف شاہ چک اور سید ابوالمعالی کا رشتہ دار تھا نے ان کا ذکر مبہم الفاظ میں کیا ہے، جو خود اکبر بادشاہ کا خفیہ ملازم تھا، وہ کشمیر اور ہندوستان سے آتا جاتا تھا۔ اس لئے اس نے اپنی تاریخ میں کشمیر کو اشارۃً ایں دیار

اور "آن دیار" سے کیا ہے۔ اپنی تاریخ مرتب کرتے وقت مورخ بہارستان شاہی جب وہ کشمیر میں ہوتا تھا، تو "این دیار" لکھتا تھا، اور جب ہندوستان میں ہوتا تھا، تو کشمیر کا اشارہ "آن دیار" کے لفظ سے کرتا تھا۔ اکبر نے اکثر اُن بہادر کشمیریوں کو کشمیر سے یا تو جلائے وطن کر دیا، یا اُن کو ختم کروا دیا، جنہوں نے اکبر کی اطاعت نہ کی، اور اگر کسی نے اطاعت کی، پھر بھی ان میں سے اکثر کو کشمیر واپس جانے پر پابندی لگا دی۔ ان میں حیدر میاک خان بیہقی، ان کا فرزند بیٹا ابو المعالی بیہقی، یوسف خان بن حسین چک، شمس چک بن دولت چک، ابیہ خان چک ولد ابدال خان چک وغیرہ تھے یہ سب ہندوستان میں فوت ہوئے۔ جنہوں نے اکبر بادشاہ کی دل سے اطاعت کی اور پھر اکبر بادشاہ نے اُن پر بھروسہ کیا، تو پھر اُنہوں نے اکبر بادشاہ کے ایماء پر کشمیر پر حملہ کیا۔ ان میں حسن ملک بن ناجی ملک، ان کا فرزند حیدر ملک چاڈورہ اور ان کا بیٹا علی ملک چاڈورہ، بابا خلیل پیر یوسف شاہ چک، محمد بٹ سپہ سالار وغیرہ تھے۔

تاریخ کبیر

مہاراجہ پرتاپ سنگھ کے عہد کا دوسرا مورخ غلام محی الدین مسکین نے تاریخ کبیر کے جلد دوم میں حبہ خاتون کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ چندہار پرگنہ دھو کے زمین دار کی لڑکی تھی جو حسن و جمال

اور خوش آواز میں عدیم المثال تھی۔ یوسف شاہ اس کے ساتھ عیش و عشرت میں دن گذارتا تھا۔ اس نے بھی حبہ خاتون کی زندگی کے بقیہ حالات اور اس کی وفات اور مدفن کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ اس نے حبہ خاتون اور یوسف شاہ کا ذکر بدیں الفاظ میں کیا ہے :-

"(یوسف شاہ) مرغزار گوری مرگ را گلمرگ نام گذاشت و حبہ خاتون کہ دختر زمین دار موضع چندرہار پرگنہ و ہو کہ در حسن و جمال و آواز خوش عدیم المثال و مشہور آفاق بود۔ اوقات شب و روز با او مصروف مبذول میداشت چنانچہ "عیش یوسف شاہی" برالسنہ خاص و عام علی الدوام ضرب المثل و معروف است۔"

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ یوسف شاہ کے عہد کے ہم عصر مورخین نے جب اس کے اور اس کے فرزند یعقوب چک کی زندگی کے آخری ایام کے حالات اپنی تاریخ میں نہیں لکھے، تو بعد کے مورخین کشمیر یعقوب چک اور ان کی اولاد کے حالات لکھنے سے قاصر رہے ہیں۔ اس لئے انہوں نے ان دو بادشاہوں، ان کی اولاد و بیگمات وغیرہ کے صحیح حالات بوجہ عدم دستیاب، خاموشی اختیار کی ہے۔ یہاں تک انہوں نے یعقوب چک کی وفات کشتواڑ اور اس کا مدفن بھی کشتواڑ میں قرار دیا، جو تحقیق سے درست نہیں ہے۔

خواتین کشمیر

مہاراجہ ہری سنگھ کے عہد میں محمد دین فوق نے "خواتین کشمیر" کے نام سے ایک کتاب ۱۹۴۰ء میں چھاپ دی ہے۔ اس میں مصنف اور مورخ نے حبہ خاتون کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ حبہ خاتون کے بارے میں لکھتا ہے کہ حبہ خاتون کا اصل نام "زون" تھا، وہ چندہ ہار کے گاؤں کے ایک زمین دار عبدی راتھر کی لڑکی تھی، اور اول بار اس کی شادی کسی عزیز یون کے ساتھ ہوئی۔ اس کے سسرال والوں نے اس کے اشعار کہنے اور گانے پر سخت سختی کی۔ اس وجہ سے حبہ خاتون سسرال سے بھاگ کر اپنے والدین کے گھر واپس آ گئی۔ اس کے باپ نے اس کو پانپور کے ایک بزرگ خواجہ مسعود کے پاس لایا، اور اسی بزرگ نے اس کا نام "حبہ خاتون" رکھا۔ بعد میں محمد الدین فوق نے حبہ خاتون کے بارے میں وہی بات لکھی ہے جو اس سے پیشتر مورخوں نے اس کے بارے میں لکھی ہے۔ فوق صاحب مزید لکھتا ہے کہ جب اکبر بادشاہ نے یوسف شاہ کو قید کر دیا، تو اس نے ایک حکم صادر کیا جس میں درج تھا کہ حبہ خاتون کو بھی گرفتار کیا جائے، مگر حبہ خاتون یوسف شاہ کے قید ہوتے ہی محل خانہ سے چلی جا چکی تھی۔ پھر فوق صاحب نے لکھا ہے کہ اس کا مدفن پانتہ چھوک (مزار شعراء) میں ہے۔ کیونکہ بقول فوق صاحب وہ زندگی کے آخری ایام میں وہاں ہی رہتی تھی۔"

یہاں پر اس بات کا اعادہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حبہ خاتون کے ہم عصر مورخوں نے اس کا ذکر خاص مصلحت کے تحت نہیں کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے مورخوں نے ملکہ حبہ خاتون کے بوجہ عدم دستیابی صحیح حالات، محض کثرت قصہ کہانیوں پر مشتمل رکھا ہے، جو تاریخ کی کسوٹی پر پرکھنے سے مہمل اور بے سند دکھائی دیتے ہیں۔ تواریخ کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یوسف شاہ چک نے شہزادگی کے زمانے سے قبل ہی حبہ خاتون سے شادی کی تھی، جو اس کی دوسری شادی تھی، کیونکہ جب یوسف شاہ کے والد علی شاہ چک نے اپنے دور حکومت میں راجہ بہادر سنگھ والی کشتوار پر ۹۸۰ھ کے قریب دو بار حملے کئے۔ تو اس نے بقول ہم عصر مورخ کشمیر حیدر ملک چاڈورہ، راجہ بہادر سنگھ والی کشتوار کو شکست دینے کے بعد، راجہ مذکورہ نے اپنی بہن "فتح خاتون" کو علی شاہ بادشاہ کشمیر کے نکاح میں دی۔ اس کے بعد جب دوسری بار راجہ مذکورہ نے علی شاہ کو خراج دینا بند کر دیا، تو علی شاہ بادشاہ کشمیر نے اس پر حملہ کیا۔ راجہ مذکورہ عاجز اور بے بس ہو کر صلح پر آمادہ ہوا، تو اس نے اپنی لڑکی علی شاہ کے پوتے یعقوب شاہ چک پسر یوسف شاہ چک کے نکاح میں دی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر علی شاہ کا اس وقت جوان سال پوتا یعقوب شاہ تھا، اس کی شادی علی شاہ چک کیوں کرتا، جبکہ اس نے خود ایک بیوی ہونے کے

باوجود دوسری بیوی سے شادی کی، وہ یوسف شاہ کی دوسری شادی کیوں نہیں کر سکتا تھا؟ اس کی وجہ تو اریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ یوسف شاہ نے شہزادگی کے زمانے سے قبل ہی دوسری شادی سہر خاتون سے کی تھی، اور اس کے بطن سے ایک لڑکا جس کا نام "حیدر خان" تھا، جب کہ یوسف شاہ اپنی دورِ حکومت میں اکبر کے دربار میں پہلے بار تحفہ و سوغات لیکر بھیجا تھا، جس کا ذکر ملک حیدر چاڈورہ نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔ تو اریخ سے دوسری یہ بات استنباط کی جاتی ہے کہ جب اکبر بادشاہ نے یوسف شاہ کو قید سے رہا کیا، تو اس نے یوسف شاہ کو بہار میں باضابطہ جاگیر دی، وہاں وہ اپنے عیال کے ساتھ باضابطہ رہ رہا تھا۔ اس وقت اس کی پہلی بیوی جو یعقوب چک اور میرزا ابراہیم چک کی ماں تھی، غالباً مر چکی تھی، صرف حبہ خاتون اس وقت زندہ تھی، جو اس کے ساتھ وہاں مقیم تھی، جس نے شاید حیدر خان فرزند کے انتقال کے بعد "قاسم خان" کو متبنیٰ بیٹا بنایا تھا۔ جس کا ذکر مبہم الفاظ میں مصنف بہارستان شاہی ظاہر نے کیا ہے۔ اس کے علاوہ یوسف شاہ چک کے عہد کے ہم عصر مورخین نے بھی لکھا ہے کہ یوسف شاہ چک کو اکبر بادشاہ نے باضابطہ طور پر صوبہ بہار میں جاگیر دی تھی، جہاں اس نے زندگی کے آخری ایام گزارے۔ ان مورخین میں کشمیر کے دو مورخین بہارستان شاہی اور حیدر ملک

جاڈورہ اور ہندوستان کے مورخین تاریخ فرشتہ، تاریخ طبقات نظام الدین، مصنف اکبرنامہ ابو الفضل اور مصنف مآثر الامرا وغیرہ ہیں۔ کشمیر کی تاریخ میں کسی مصنف نے چک خاندان کے سلاطین کی بیگمات وغیرہ کا نام نہیں لکھے ہیں۔ تاریخ میں صرف علی شاہ چک کی دوسری بیگم جو کشتواڑ کے راجہ بہادر سنگھ کی بہن تھی، کا نام فتح خاتون لکھا ہے، مگر اس کی وفات وغیرہ کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ اسی طرح یعقوب چک بن یوسف شاہ چک کی دوسری بیوی جو کشتواڑ کے راجہ کی لڑکی تھی، کا نام شنکر دیوی لکھا ہے، مگر اس کی وفات وغیرہ کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے۔ تواریخ کے مطالعہ سے حبہ خاتون کے متعلق اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ حبہ خاتون کا مدفن بھی یوسف شاہ چک کی جاگیر صوبہ بہار میں یوسف شاہ، یعقوب شاہ اور ان کے اہل و عیال کے مدفن میں ہی ہوگا۔

"کشمیر"

مہاراجہ ہری سنگھ کے عہد کے مورخ ڈاکٹر جی، ایم، ڈی، صوفی نے "کشمیر" نام کی تاریخ انگریزی زبان میں تالیف کی ہے۔ اس نے بھی یوسف شاہ چک اور حبہ خاتون کے بارے میں اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ یوسف شاہ چک حبہ خاتون کے ساتھ سرود کی محفلیں منعقد کرتا تھا، اور یوسف شاہ چک نے ہی گوری مرگ کا نام گل مرگ رکھا

مزید لکھتا ہے کہ یوسف شاہ چک کو جب اکبر بادشاہ نے قید کر دیا، تو اس کے بعد حبہ خاتون کے متعلق کوئی پتہ نہیں ملتا ہے کہ وہ کہاں گئی۔ پھر وہ لکھتا ہے کہ اس کا مدفن پانڈ چھنئو کھ سرینگر میں ہے۔ مگر یہ بھی لکھتا ہے کہ اس بارے میں وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔

کشمیری زبان اور شاعری کے اوّلین کشمیری مورخ عبدالاحد آزاد، حبہ خاتون سے متعلق لکھتا ہے کہ اس کا اصل نام "زون" تھا، اور اس کے پہلے شوہر کا نام "عزیز لون" بتاتا ہے۔ اس سلسلے میں حبہ خاتون سے منسوب یہ شعر پیش کرتا ہے ؎

میتے ہا کرتھ ژٹے رتی چھمہ مو یانہ
ہا عزیزو زدنہ مہ رووش

اور اس بات کی بھی نشان دہی کرتا ہے کہ مہجور مرحوم نے حبہ خاتون کے حالات اور اس کا کلام جمع کر کے اس کو کتابی صورت دی ہے۔ اس سلسلے میں عبدالاحد آزاد کے الفاظ "کشمیری زبان اور شاعری" کے صفحہ نمبر ۱۷ پر اس طرح ہیں :-

"پروفیسر دیویندر ستیارتی صاحب نے مہجور سے چند ایک کشمیری غزلیں ملکہ حبہ خاتون اور مستر ھبدانی داس کی لی تھیں۔ پروفیسر صاحب نے وہ غزلیں ترجمہ کر کے ٹیگور صاحب کے پیش کیں۔ ٹیگور صاحب سے ارشاد

ہوا کہ ان کا سارا کلام جمع کرنا چاہیئے۔ اس سلسلے میں مجور نے حبہ خاتون کے حالات اور اس کا کلام جمع کر کے اس کو کتاب کی صورت دی ہے۔ کتاب تیار ہے۔ صرف تھوڑا کام باقی ہے، عنقریب ہی شایع کر دی جائے گی"

اس کتاب کا کیا ہوا، کچھ معلوم نہ ہو سکا؟ کیا یہ کتاب بعد میں چھپ گئی تھی یا نہیں۔ اس کے بارے میں کسی کو بھی علمیت نہیں؟

مزید برآن عبدالاحد آزاد "کشمیری زبان اور شاعری" حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۱۶ پر حبہ خاتون کے متعلق اس طور رقم طراز ہے:۔

ملکۂ حبہ خاتون:۔ فارسی زبان چونکہ حکومت کی زبان تھی، اس نے اپنے شاہی رعب سے کشمیری زبان کا ناطقہ بند کر دیا۔ قدرت نے کشمیری شاعری کو اس طوفانِ عظیم سے بچانے کیلئے کشمیر کے ایک غیر معروف گاؤں "چندرہارہ" میں سے حبہ خاتون کو مبعوث کیا۔ وہ ازل سے شاعرانہ دل و دماغ لے کر آئی تھی۔ حسن صورت کے علاوہ اخلاق حمیدہ سے مالا مال تھی۔ کیسی قدر پڑھی لکھی بھی تھی، ان جملہ اوصاف نے اس کو آخر ملکۂ کشمیر بنا دیا۔ اس خاتون نے دیہاتی

گیتوں کے مرتب کرنے کے علاوہ اپنی ملکی زبان کی جو خدمت کی، تاریخ میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اگرچہ ملکی مؤرخین نے کوتاہ اندیشی یا احسان فراموشی سے علمی اور ادبی خدمات کا کہیں مفصل ذکر نہیں کیا ہے لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ قیامت تک ان کے اوصاف کے مداح پیدا ہی نہ ہوں گے۔ جس کام نے حبہ خاتون کو بقائے دوام کی دولت عطا کی ہے، وہ یہ ہے:۔

(۱) اسی خاتون نے سب سے پہلے ایرانی نمونہ پر کشمیری زبان میں غزل لکھی۔

(۲) کشمیر میں فارسی موسیقی کو مرتب کیا۔ اس میں راست فارسی کے مقابلے میں "راست کشمیری" کے نام سے ایک مقام باندھا ہے۔

(۳) موسیقی کے بعض مقام خصوصاً "راست کشمیری" میں اپنی کشمیری غزلیں اور رباعیات داخل کر دیں۔ جو کہ اب تک ان مقاموں میں گائی جاتی ہیں۔

(۴) کئی غزلیں اور رباعیات صرف موسیقی کی لے پہ لکھیں۔ ان میں کوئی خاص بحر یا وزن نہیں۔ ان کی فصاحت اور جذبات میں ایسا جادو ہے کہ کسی کا ذہن، وزن و عروض کی خامیوں کی طرف منتقل نہیں ہو سکتا۔

(۵) کشمیری غزل کو غزل کہلانے کا مستحق بنایا۔ یعنی اس کی
بنیاد جذبات نگاری، اظہار فطرت اور واقعیت پر قائم
کی۔ اس کی کئی غزلوں کے جواب لکھنے پر اب تک کسی نے جرأت
نہ کی۔ وجہ یہ ہے کہ ان میں کمال کی بے ساختگی، سادگی، سوز و
گداز اور تغزل کا غلبہ ہے۔ محمود گامی کے زمانے سے لے کر
اب تک صرف مہجور کو ہی ملکہ کی ایک دو غزلوں کا
جواب لکھنے میں اور پورا اترنے کا فخر حاصل ہے۔ ملکہ
حبہ خاتون کو فن موسیقی میں کمال حاصل تھا، خصوصاً مقام
عراق کے ادا کرنے میں ہندوستان سے ایران تک
ضرب المثل تھی۔ بادشاہ کشمیر یوسف شاہ چک کی نہایت
ہی منظور نظر محبوب اور چہیتی بیوی تھی۔ یوسف شاہ
فطرتاً علم دوست، ادب نواز، عیش پسند، ذکی الطبع،
سخن شناس بلکہ کسی حد تک شاعر بھی تھا۔ عموماً تفریحی
جگہوں کی سیر میں بیتے اور مہینے گذارتا تھا۔ حبہ خاتون ہمیشہ
ساتھ ہوتی تھی۔ حبہ خاتون نے تین زمانے دیکھے، بچپن کا زمانہ
زمیندارانہ زندگی میں بسر کیا، پھر ملکہ کشمیر بنی۔ آخری ایام
زندگی جب کہ یوسف شاہ چک کو اکبر بادشاہ نے گرفتار
کروا کر قید کیا، تارک الدنیا ہو کر گذارے۔ ان تینوں
زمانوں کے کلام میں الگ الگ خصوصیات ہیں۔ مگر افسوس

سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ان بیش بہا جواہروں کی کوئی
قدر نہ کی گئی۔ یہ کلام جو کہ چشمۂ آبِ حیات سے
ہزاروں غوطے کھا کر نکلا ہوا ہے۔ تین سو سال تک منت
پذیرِ خامہ و قرطاس نہ ہوا۔ کشمیری زبان کی شاعری کے ساتھ
جو سرد مہری برتائی جا رہی تھی، اس نے ان آبدار موتیوں
کو کاغذ میں لپٹنے کی کسی کو اجازت نہ دی۔ پس اس
بیش بہا کلام کا کس قدر حصہ ؎

بعد از وفات مرقدِ من در زمین مجو
در سینہ ہائے مردمِ عارف مزارِ من

کہتے ہوئے تین سو سال کا طویل سفر سینہ بسینہ طے کرتا
ہوا موجودہ نسل تک پہنچا۔"

ایک اور جگہ عبد الاحد آزاد "کشمیری زبان اور شاعری"
کے صفحہ نمبر ۳۴ پر حبہ خاتون اور یوسف شاہ کے بارے
میں اس طرح ذکر کرتا ہے :-

"ملکہ حبہ خاتون زمیندار لڑکی تھی، وہ شباب کے
ایام میں اپنے گاؤں چندہ ہار کے متصل کریوہ یا پیورہ
پر اپنے کھیت کی گوڈائی کرتے ہوئے تنہائی کے عالم میں اپنی
تصنیف کردہ ایک غزل گا رہی تھی، جس کا مطلع
یہ ہے ؎

وآری ڈن ستی واڑہ چھس لو
چارہ کر میون مالہ لو

یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر کا ادھر سے شکار کھیلتے ہوئے گذرا۔ حبہ خاتون کے حسن خداداد، اس کے ترنم کی سحر آفرینی اور غزل کی دلاویزی نے بادشاہ کشمیر کا دل چھین لیا اور وہ ہزار جان سے حبہ خاتون پر فریفتہ ہوا۔ آخر بڑی کوشش سے اس کو اپنے نکاح میں لایا؟

"کشمیر سلاطین کے عہد میں"

محب الحسن نے اپنی تالیف "کشمیر سلاطین کے عہد میں" کے اردو ترجمہ صفحہ نمبر ۲۸۳ پر حبہ خاتون کے بارے میں اس طرح لکھا ہے:—

"جلاوطنی کے ایام میں یوسف شاہ کے حالات بڑے المناک تھے شہنشاہ سے اس کو جو وظیفہ ملتا تھا، اگرچہ اس کے آرام و آسائش کیلئے کافی تھا، لیکن اس کی شان برقرار رکھنے کے لئے ضرور کم تھا، اور پھر وہ بڑا ہی فیاض اور عیش و عشرت کا عادی تھا۔ اس لئے اس کا ہاتھ ہمیشہ خالی رہا۔ اس کے علاوہ بہار کے میدانوں کی شدت کی گرمی میں وہ کشمیر کے حسین مناظر اور ٹھنڈی

اور خوشگوار آب و ہوا کی حسرت میں مرتا تھا۔ جلاوطنی میں اس کو شعراء، علماء اور مغنیوں کی صحبت کی بڑی کمی محسوس ہوتی اور سب سے زیادہ اپنی محبوب ملکہ حبہ خاتون کے لئے وہ بے چین رہتا، وہ ایک کسان کی لڑکی تھی، جو وہی پرگنہ میں چندہار گاؤں کا رہنے والا تھا، وہ اپنے پہلے شوہر سے خوش نہ تھی وہ شرابی اور بدکار تھا، اور اس سے برا برتاؤ کرتا تھا۔ حبہ خاتون شاعرہ اور مغنیہ تھی۔ اس کی آواز بڑی سُریلی تھی، یوسف شاہ اس پر فریفتہ ہو گیا، اور پھر اس سے شادی کر لی۔ اس نے اس کے واسطے گل مرگ، سونامرگ اور دوسرے خوبصورت مقامات پر پہاڑی تفریح گاہیں تعمیر کرائیں، جہاں وہ اس کے ساتھ جایا کرتا تھا، لیکن شاہی قید میں رہ کر اس سے دوبارہ ملنے کی کوئی توقع نہیں تھی۔ ان باتوں کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ اس کا دماغ ماؤف ہو گیا، اور بروز سہ شنبہ ۱۴ ذی الحجہ ۱۰۰۰ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۵۹۲ء کو ۶ روز کی علالت کے بعد انتقال کر گیا، اور پرگنہ بسوک (بہار) میں دفن ہوا۔"

آگے چل کر محب الحسن اسی صفحہ کے حاشیہ میں حبہ خاتون کی حقیقت کے بارے میں محققانہ پیرایہ میں لکھتے ہیں:۔

"یہ بات حیرت انگیز ہے کہ معاصر مسندوں مثلاً
بہارستان شاہی اور حیدر ملک چاڈورہ میں حبہ خاتون کا
کوئی ذکر نہیں ملتا۔ ہماری اطلاعات مقامی روائیتوں پر
مبنی ہیں، لیکن بدقسمتی سے اس کے متعلق وادی کشمیر
میں بے شمار رُومانی کہانیاں مشہور ہیں۔ اس لیئے
حقیقت کو افسانے سے علیحدہ کرنا مشکل ہے"
[محبّ الحسن، "کشمیر سلاطین کے عہد میں"]

اس کے علاوہ موجودہ دور کے کشمیر کے بہت سارے
ادیبوں، تاریخوں سے شغف رکھنے والے افراد اور مورخوں نے بھی
حبہ خاتون کے بارے میں اپنی تالیفات میں ذکر کیا ہے۔ اُنہوں نے
حبہ خاتون کی حقیقت کو جان کر بہت کچھ لکھا ہے، مگر وہ اس
کے بارے میں وہی کچھ لکھتے ہیں جو اُن سے پیشتر کشمیر کے مؤرخوں
نے لکھا ہے۔ اِن میں سے بعض نے حبہ خاتون کے بارے میں دُور
اَز بعید باتیں بھی جوڑ دی ہیں، جو تاریخ کے آئینے میں دور کا بھی
واسطہ نہیں رکھتے ہیں۔

حبہ خاتون کے بارے میں ہمارے سامنے صرف یہ بات تحقیق
طلب تھی کہ اُس کی زندگی کے آخری ایام کہاں اور کس طرح گذرے
اور اُس کا مدفن کہاں ہے۔ کیونکہ حبہ خاتون کی حقیقت سے
انکار نہیں، مگر موجودہ دور کے ادیبوں، محققوں اور مورخوں نے

اس سلسلے میں ایسی باتیں حبہ خاتون کے بارے میں گھڑ لیے، جو حقیقت سے بعید اور درست نہیں ہیں۔

"گلستانِ کشمیر"

حبہ خاتون کے بارے میں کلچرل اکیڈیمی کے کشمیری زبان کے جریدہ "شیرازہ" جلد ۱۹، شمارہ نمبر ۴ میں جناب بشر بشیر کا ایک مضمون چھپا ہے، جس میں تواریخ کشمیر کے مطابق حبہ خاتون کا تذکرہ اور اس کے حالات درج کیے گئے ہیں۔ ان کی یہ سعی واقعی قابلِ تحسین ہے۔ جناب بشر بشیر نے اس کی اس سلسلے میں دریافت کی ہوئی ایک تاریخ بنام "گلستانِ کشمیر" کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کے بارے میں اس نے اس آرٹیکل میں لکھا ہے کہ اس تاریخ کا قلمی نسخہ اس نے سیّد محمد انیس کاظمی صاحب کے ہاں دیکھا ہے، مگر اس نے سیّد محمد کاظمی صاحب کا پتہ نہیں لکھا ہے کہ وہ کشمیر میں کہاں رہتا ہے اور نہ ہی اس قلمی نسخہ کے بارے میں زیادہ کچھ معلومات فراہم کیے ہیں، کہ اس کا مصنف کون ہے؟ اور نہ ہی اس کی تاریخ تالیف کے بارے میں کچھ بتا سکا ہے۔ اس قلمی نسخہ کے بارے میں وہ لکھتا ہے کہ یہ تاریخی دستاویز زیادہ سے زیادہ حبہ خاتون کے بعد قریباً پچاس سال بعد

تالیف کی گئی ہے۔ اس قلمی نسخہ میں تاریخی، ملکی اور سیاسی حالات کے ساتھ حبہ خاتون کے آبا و اجداد کے بارے میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

حبہ خاتون اور اس کے خاندان وغیرہ کے بارے میں حالات فارسی زبان میں لکھے گئے ہیں، جن کا مطلب مختصر طور پر اردو زبان میں اس طور ہے:-

"۷۶۶ھ ہجری میں سید فخر الدینؒ اور اس کا بھائی سید فرید الدینؒ، میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمشیرہ زادہ میر سید حیدر الکبرویؒ کے ساتھ کشمیر آئے تھے۔ سید فرید الدینؒ جالٹہ سرینگر، اور سید فخر الدینؒ موضع نیوہ، چھراٹھ میں دفن ہیں۔ اس کے بعد ان دو بھائیوں کا شجرہ اس طرح دیا گیا ہے:-

(۱) سید فخر الدین نیوہ چھراٹھ اس کا لڑکا سید رکن الدینؒ نیوہ، اس کا لڑکا سید بہاؤ الدینؒ عرف سید بہار شاہ، چھراٹھ اور اس کا لڑکا سید جعفرؒ اور سید بہار شاہ کی لڑکی بی بی حبیبہ عرف حبہ خاتون ملکہ سلطان نصیر الدین

محمد یوسف چک اور بی بی حبہ کا لڑکا شہزادہ حیدر چک ہے۔ شجرہ نسب اس طرح لکھا گیا ہے :-

• (۱) سید فخر الدین نیوہ، چھراٹھ (پلوامہ)

↓

سید رکن الدین۔ نیوہ چھراٹھ

↓

سید بہاؤ الدین عرف سید بہار شاہ۔ چھراٹھ

↓

- سید جعفرؒ
- بی بی حبیبہ عرف حبہ خاتون ملکہ محمد یوسف چک (سلطان کشمیر)
  - ↓ شہزادہ حیدر چک

• (ب) سید فرید الدین جمالٹہ

↓

سید باقر جمالٹہ

↓

- سید محمد جعفر جمالٹہ
  - (۱) سید کمال الدین
  - (۲) دختر مریم بیگم
- بی بی بدیع الجمال اہلیہ سید بہاؤ الدین عرف سید بہار شاہ
  - سید جعفر
  - بی بی حبیبہ (حبہ خاتون)
    - ↓ شہزادہ حیدر چک

"بی بی بدیع جمال در رشتہ ازدواج سید بہاؤ الدینؒ

عرف سید بہار شاہ منسلک بود و تولد منہما ابنٌ وامۃٌ
وبنت المسماۃ جبیبۃ الشہیرۃ بہ حبہ خاتون و ماتت
بدیع الجمال ذہی نفآء پس جبیبہ را کوکلماش
وی عبدی راتھر زندہ ہار پرورش نمود وکانت
عندہٗ حتی بلغت وہی عالمۃ وشایقۃٌ الی الغناء
والفنون اللطیفۃ مناکحت وی ہمراہ سید کمال الدین
برادر خالو زاد انجام پذیرفت ولکن مزاج مریم
خواہر شوہرش باو موافق نیامد و مفارقت
نمودند کما ذکرا آنفاً۔ فنکحہا سلطان نصیر الدین
محمد یوسف وکانت فی عقدہ حتی ماتت ؛

(ترجمہ) :- بی بی بدیع الجمال کا نکاح سید بہاؤ الدین عرف
سید بہار شاہ کے ساتھ ہوا تھا۔ اور ان سے دو اولاد یعنے لڑکا
اور لڑکی پیدا ہوئے۔ لڑکی کا نام جبیبہ تھا، جو بعد میں حبہ خاتون
کے نام سے مشہور ہوئی۔ بدیع جمال کی وفات لڑکی پیدا ہوتے
ہی زچگی کے موقعہ پر ہوئی۔ اس لیئے جبیبہ کو زندہ ہار گاؤں کے
عبدی راتھر نے اُس کو پالا پوسا، پھر جبیبہ اُن کے ہاں ہی بالغ ہوئی۔
جبیبہ ایک عالم ہوتے ہوئے اُس کو موسیقی سے کافی لگاؤ تھا۔
اُس کا نکاح اُس کے ماموں زادہ بھائی سید کمال الدین ساکنہ
چمالٹہ (سرینگر) کے ساتھ ہوا، مگر اس کے شوہر کے بہن مریم بیگم

کو جیبہ کے ساتھ نبھانہ ہو سکا۔ نتیجے کے طور پر اس کا خلع ہوا۔ پھر سلطان نصیر الدین محمد یوسف چک نے اُس کے ساتھ نکاح کیا۔"

اس قلمی نسخہ میں درج شدہ مندرجہ بالا عبارت قریب قریب تاریخ کے آئینے میں بہت حد تک درست معلوم ہوتی ہے۔ مگر مندرجہ بالا شجرہ میں کسی حد تک تفاوت ہے، کیونکہ بقول مصنف قلمی نسخہ جس کا نام بشر بشیر صاحب نے نہیں لکھا ہے، کہ سیّد فخر الدین ۷۶۶ھ میں کشمیر آئے ہیں، جب کہ جناب سیّد علی ہمدانیؒ کے ہمشیرہ زادہ میر سیّد حیدر الکبرویؒ کشمیر تشریف لائے تھے۔ تواریخ کے مطالعے سے یہ بات درست اور صحیح نہیں دکھائی دیتی ہے۔ کشمیر کی قدیم دستیاب فارسی تاریخ جس کا مصنّف سیّد علی کشمیری بن سیّد محمد کشمیری ہے، سے واضح ہوتا ہے کہ سیّد فخر الدین موضع بنوہ (چھراٹھ) میں اُن کا مدفن ہے، اور وہ میر سیّد محمد ہمدانیؒ پسر ارجمند جناب سیّد علی ہمدانیؒ کے ساتھ سلطان سکندر کے آخری عہد میں کشمیر آئے ہیں، اور وہ بڈ شاہ کے عہد تک حیات تھے۔ مورخ سیّد علی کشمیری نے اپنی تاریخ میں اُن کا ذکر اِن الفاظ میں کیا ہے:۔

"اسامی کہ جماعۂ ہمراہ حضرات سیّد محمد ہمدانی علیہ الرحمہ دریں دیار آمدہ) :۔ سیّد فخر الدینؒ کہ در قریہ بنوہ (چھراٹھ) مدفون است۔"

دریافت شدہ مذکورہ قلمی نسخہ "گلستانِ کشمیر" میں
سیّد فخر الدین اور ان کے بھائی سید فرید الدین کی کشمیر میں آمد کے
بارے میں اس طرح عبارت درج ہے :-

"سیّد فخر الدین و برادرش سیّد فرید الدین در
سال ست وستین و سبعمأۃ ۷۶۶ھ ہمراہ خواہر زادہ میر سیّد
علی ہمدانی رضوان اللہ علیہ اعنی میر سید حیدر الکروی
الموسوی بکشمیر آمدہ سیّد فخر الدین در نیوہ چھراٹ و
سید فرید الدین در جمالٹہ آسودہ"

سنہ ۷۶۶ھ مطابق ۱۳۶۴ء میں کشمیر کا حکمران سلطان
شہاب الدین تھا ←
مندرجہ بالا "گلستانِ کشمیر" کے قلمی نسخے میں بتایا گیا ہے کہ
سیّد فخر الدینؒ اور اس کا بھائی سیّد فرید الدین سنہ ۷۶۶ھ میں کشمیر
آئے ہیں۔ مگر مورخ سید علی کشمیری نے اپنی تاریخ میں سادات
کا جناب میر سید محمد ہمدانیؒ کے ہمراہ سلطان سکندر کے آخری عہد
میں کشمیر آنے کا ذکر کیا ہے - اور اس نے سیّد فرید الدینؒ کے بارے
میں کچھ نہیں بتایا ہے اور مذکورہ قلمی نسخہ میں ان دونوں سیدوں
کے شجرہ میں بتایا گیا ہے کہ ان کی تین پیڑھیاں گذرنے کے بعد
چوتھی پیڑھی میں جو خاتون پیدا ہوئی ہے، تو تاریخ کے آئینے میں صحیح
اور درست معلوم ہوتا ہے - کیونکہ اگر ہم سلطان زین العابدین

بڈشاہ جن کی وفات ۸۷۴ھ مطابق ۱۴۷۰ء میں ہوئی ہے، اگر سید فخر الدینؒ سلطان بڈشاہ کے عہد میں قریباً ۸۵۰ھ تک حیات ہونا قرار دیں گے، تو اس وقت سے سلطان یوسف شاہ چک کی حکومت کے آخری ایام یعنی ۹۹۴ھ تک قریباً ایک سو چالیس سال گذر جاتے ہیں، تو اس مدت تک سید فخر الدین اور اس کے بھائی سید فرید الدینؒ کے خاندان کی چار پیڑھیاں گذر جاتی ہیں جو مندرجہ بالا مذکورہ سیدوں کے شجرۂ نسب کے مطابق درست معلوم ہوتا ہے۔

سید فخر الدینؒ اور سید فرید الدین کے متعلق تواریخ کشمیر سے ان کے متعلق حالات پر مبنی اقتباسات ملاحظہ ہوں:۔

"واقعات کشمیر"۔ خواجہ محمد اعظم دیدہ مری نے اپنی تاریخ "واقعات کشمیر" میں لکھا ہے کہ حضرت سید فخر الدینؒ نیوہ، چھرارٹ، سلطان سکندر (۷۹۶ھ - ۸۱۴ھ) کے عہد کے آخری ایام میں کشمیر آئے تھے اور سلطان بڈشاہ کے عہد میں حیات تھے۔ اس سلسلے میں واقعات کشمیر سے اقتباس ملاحظہ ہو:۔

"حضرت سید فخر الدینؒ بسیار بزرگ بود

آخرہای عہد سلطان سکندر ظاہر آمدہ است در موضع نیوہ پرگنہ چھرارٹ مدفونست۔ اولاد امجاد ایشان ہم اکثرے از اصحاب کمال بودند"۔ (واقعات کشمیر صفحہ ۷۴)۔

(ترجمہ) حضرت سید فخر الدینؒ بڑے معزز بزرگ تھے سلطان سکندر کے عہد کے آخری ایام میں ظاہری طور پر کشمیر آئے تھے۔ موضع نیوہ پرگنہ چھراٹ میں ان کا مدفن ہے۔ ان کی معزز اولاد میں سے اکثر صاحب کمال گذرے ہیں۔

تاریخ حسن:۔ مورخ غلام حسن شاہ کامروی نے بھی تاریخ حسن حصہ سویم کے صفحہ نمبرات ۳۰، ۴۳، اور ۴۴ پر حضرت سید فخر الدینؒ نیوہ چھراٹ اور ان کے بھائی سید فرید الدینؒ کے بارے میں اس طرح ذکر کیا ہے:۔

(۱) حضرت سید فخر الدینؒ:۔ بزرگوار، روشن دل اور عالی قدر سیدوں میں سے تھے۔ موضع نیوہ پرگنہ چھراٹ میں بہت بڑے خدادوستوں میں سے تھے۔ سلطان سکندر کے عہد کے آخر میں کشمیر آکر پرگنہ چھراٹ کے ایک گاؤں نیوہ میں مدفون ہیں۔

(۲) حضرت سید فرید الدین:۔ عالی مرتبہ سیدوں میں سے تھے۔ صاحب حال اور کمال والے تھے محلہ جمالٹہ (سرینگر) میں ان کا مدفن ہے۔

مندرجہ بالا تواریخوں کے اقتباسات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ ان دونوں بزرگوار سادات کرام کے مقبرے موضع نیوہ اور محلہ جمالٹہ سرینگر میں موجود ہیں۔ نتیجہ کے طور پر ان کے متعلق شجرۂ نسب درست اور صحیح معلوم ہوتا ہے۔

مصنف "گلستان کشمیر" نے اس قلمی نسخہ میں لکھا ہے کہ حبہ خاتون کے بطن سے حیدر خان پیدا ہوا ہے۔ راقم نے اس حیدر خان کے بارے میں پہلے ہی بتایا ہے کہ یوسف شاہ چک کے ہم عصر مورخ حیدر ملک چاڈورہ نے حیدر خان کے بارے میں اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حیدر خان (چک) یوسف خان چک کا سب سے چھوٹا لڑکا تھا جس کو یوسف شاہ چک نے اکبر بادشاہ کے حضور میں تحفہ و سوغات کے ساتھ بھیجا تھا۔ اکبر بادشاہ کا اس وقت کا مورخ ابوالفضل نے بھی یوسف شاہ چک کا سب سے چھوٹا لڑکا حیدر خان تحفہ و سوغات لیکر اکبر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا اس نے "اکبر نامہ" میں ذکر کیا ہے۔

یوسف شاہ چک کے اس سب سے چھوٹے لڑکے حیدر خان کے بارے میں اس عہد کا دوسرا ہم عصر کشمیری مورخ جو یوسف شاہ چک کا نزدیکی رشتہ دار تھا ظاہر مصنف بہارستان شاہی نے کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ کیونکہ اس نے علی شاہ اور یعقوب شاہ چک کی راجہ بہادر سنگھ والئی کشتوار کی بہن اور لڑکی سے شادیوں کا ذکر نہیں کیا ہے، کیونکہ وہ غالباً علی شاہ چک کی پہلی بیوی کی طرف سے نزدیکی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے وہ ان شادیوں سے خوش نہیں تھا۔ اس کی تاریخ کے مطالعہ سے ایسی باتیں جگہ جگہ نمایاں ہیں کہ اس نے ایسی باتوں کو ظاہر کرنے میں خاموشی اختیار کی ہے جو اس کے نظریہ کے خلاف ہوتی تھیں۔

اس نے اپنی تاریخ میں یعقوب چک اور اس کے بھائی میرزا ابراہیم چک کا ذکر کیا ہے۔ مگر یعقوب شاہ چک کے تیسرے بھائی "حیدر خان" کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غالباً یعقوب شاہ کی اصلی ماں کے بطن سے پیدا نہیں ہوا ہوگا، بلکہ وہ حبہ خاتون کے بطن سے پیدا ہوا ہوگا، کیونکہ مصنف "بہارستان شاہی" حبہ خاتون کے خلاف دکھائی دیتا ہے۔ جیسا کہ راقم نے اس سلسلے میں پہلے ہی حالات و واقعات بیان کئے ہیں۔

"گلستان کشمیر" کے مندرجہ بالا شجرہ نسب جو اس نے حبہ خاتون کے آباؤ اجداد کا مرتب کیا ہے، اس شجرہ نسب سے حبہ خاتون کے کلام کا موازنہ کرتے وقت اس میں کافی حد تک صداقت معلوم ہوتی ہے۔

حبہ خاتون کا کلام حسب ذیل ہے:

(۱) مالیس ناو چھم سید الکبار ژٕ ماجہ ناو چھم بدر و الجمال

(۲) سید کوبہ چھس پرٕ کمانہ ژٕ دٕ وچھ لالو نیند رپے

(۳) مالنی میانی آرباب آسی ژٕ نِے ووم حبہ خاتون ناو

(۴) یار میون چھ مالک ژٕ کمال تَس چھم ناو

(۵) شہر چھ متہٕ پیٹھ عشق مٕتہ ژٕ اکہ لٹہ ییم ہم نا

حبہ خاتون کے مندرجہ بالا کلام سے اس بات کی صریحاً نشاندہی ہوتی ہے کہ حبہ خاتون سید خاندان یعنی سادات کرام (یعنی حضرت میر سید علی ہمدانیؒ یا ان کے فرزند ارجمند کے ہمراہ وارد کشمیر ہوئے تھے) کی چشم و چراغ تھی اور ذہین و حسین تھی اور اس کی ماں کا نام بدیع الجمال

بدیع الجمال تھا۔ اس کے پہلے خاوند کا نام سید کمال الدین تھا، جو جالہ کا رہنے والا تھا، اس کی وضاحت بھی مندرجہ بالا شجرہ نسب سے ہوتی ہے، جس میں مؤلف "گلستانِ کشمیر" نے لکھا ہے کہ سید کمال الدین جو حبہ خاتون کا ماموں زادہ بھائی تھا اور اس کے باپ کا نام شجرہ نسب میں سید محمد جعفر بتایا گیا ہے، جو جالہ سرینگر کا رہنے والا تھا اور جو بی بی بدیع الجمال یعنے حبہ خاتون کی ماں کا سگا بھائی تھا۔

"گلستانِ کشمیر" کے مؤلف کے بیان سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ حبہ خاتون سیّد زادی تھی۔ (اور جو حبہ خاتون کے مندرجہ بالا کلام سے بھی ثابت ہے) اور اس کی پہلی شادی اپنے ماموں زادہ بھائی سیّد کمال الدین جالہ سے ہوئی تھی۔ لیکن سیّد کمال الدین کی بہن مریم بیگم سے اس کا نبھا اچھی طرح نہ ہوا تھا۔ عاقبت الامر اس کی شادی یوسف شاہ بن علی شاہ سے ہوئی، اور بعد میں ملکہ کشمیر بن گئی تھی۔ یوسف شاہ سے حبہ خاتون کی شادی پہلے ہی ہوئی تھی جب کہ اس کا چچا یعنے غازی خان چک کشمیر کا حکمران تھا۔ اکثر کشمیر کے مورخوں نے لکھا ہے کہ یوسف شاہ چک کی شادی حبہ خاتون سے اس وقت ہوئی تھی جب یوسف شاہ چک پہلے بار ۹۸۷ھ میں کشمیر کا بادشاہ بنا تھا، جو تاریخ کے آئینے میں درست اور صحیح نہیں ہے۔ تواریخ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حبہ خاتون کے بطن سے یوسف شاہ چک کا ایک لڑکا حیدر خان تھا، جس کو اس نے پہلے بار اکبر بادشاہ کے دربار میں تحفہ و سوغات کے ساتھ بھیجا تھا۔ ممکن ہے بعد میں حیدر خان فوت ہوا ہوگا۔ پھر جب اکبر بادشاہ نے یوسف شاہ

کو ہندوستان میں قید کر کے بعد میں ۱½ سال کے بعد قید سے رہا کر کے
بہار میں جاگیر دی۔ تو حبہ خاتون بھی کشمیر سے یوسف شاہ کے پاس
ہندوستان چلی گئی۔ جہاں دونوں زندگی کے آخری ایام گذار
کر دراصل بحق ہوئے اور ان کا مدفن صوبہ بہار میں بسوک کے
مقام پر واقع ہے۔ مصنف بہارستان شاہی چونکہ یوسف شاہ کا رشتہ دار
تھا، اور جو یوسف شاہ چک اکثر اس کے فرزند یعقوب شاہ کے کشمیر سے
دور ان کی جلاوطنی کے ایام میں ان کے ساتھ ہندوستان میں رہا تھا، کی
تاریخ سے اس بات کی نشاندہی ہو جاتی ہے کہ یوسف شاہ اور حبہ خاتون
نے بعد میں قاسم خان کو متبنیٰ لڑکا بنایا تھا۔ ظاہر مصنف بہارستان شاہی
نے اپنی تاریخ میں اس بات کا مبہم طور پر ذکر کیا ہے۔ جس کا ذکر پہلے ہی راقم
نے کیا ہے۔ دراصل حبہ خاتون کے ہم عصر کشمیر کے دو مورخین گذرے ہیں
جو دونوں یوسف شاہ چک کے رشتہ دار تھے۔ ان دونوں مورخین نے
مصلحتاً حبہ خاتون کا ذکر اپنی تواریخ میں نہیں کیا ہے۔ جیسا کہ پہلے
ہی بیان کیا گیا ہے کہ چک سلاطین کے کسی بیگم کا نام ان دونوں مورخین
نے اپنی تواریخ میں نہیں لکھا ہے، ماسوائے علی شاہ چک اور اس کے
پوتے یعقوب شاہ چک کی دو کشتواڑ کے بیگمات کا نام حیدر ملک
چاڈورہ نے پہلی دفعہ لکھا ہے جو راجہ کشتواڑ کی بہن اور لڑکی تھیں۔
حبہ خاتون سید زادی تھی، اور اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھتی تھی۔
یہی وجہ ہے کہ مصنف بہارستان شاہی نے اپنی تاریخ میں حبہ خاتون کا ذکر نہیں

کہلاتے، اور "قاسم خان" جس کو حبہ خاتون نے "بیٹا" یا "لے پالک" بنایا تھا۔
مورخ بہارستان شاہی اُس کو یوسف شاہ چک کا "اشتہاری فرزند"
کہتا ہے، اور اُس پر الزام عاید کرتا ہے کہ اُس نے یعقوب چک کو اُس
وقت پان کے بیڑہ میں زہر کھلوایا، جبکہ یعقوب چک اپنی جاگیر جانے
کے لئے اُس سے رخصت حاصل کرنے کیلئے آیا تھا، جو تاریخ کے آئینے
میں اس لئے درست نہیں کہ بقول مصنف مذکورہ، کہ راجہ مان سنگھ نے
یوسف شاہ چک کے منقولہ و غیر منقولہ جائداد کا وارث بجائے یعقوب چک
کے پسماندہ اولادوں "قاسم خان" کو ہی قرار دیا، جس پر مصنف بہارستان
شاہی واویلا کرتا ہوا نالاں دکھائی دیتا ہے۔ اگر "قاسم خان" یعقوب چک
کا قاتل ہوتا، یا اُس نے بقول مصنف بہارستان شاہی بظلم یعقوب شاہ چک کو زہر
دیا ہوتا، تو اغلب تھا کہ راجہ مان سنگھ اُس کو یوسف شاہ اور اس کے
فرزند یعقوب چک کے جائداد کا وارث اصلی قرار نہیں دیتا۔ مصنف بہارستان
شاہی نے اپنی اس تاریخ میں کہیں بھی اکبر بادشاہ یا اُس کے حکام جن میں راجہ
مان سنگھ (جس کی مرضی کے بغیر قاسم خان، یعقوب چک کو زہر دیتا) وغیرہ
ہیں، یوسف شاہ یا یعقوب چک یا کشمیری عوام کے ساتھ زیادتیاں روا
رکھنے کا ذمہ دار قرار نہیں دیا ہے، بلکہ جہاں کہیں اُس نے اپنی تاریخ میں
کشمیری عوام پر ظلم و جبر، اور قتل و غارت گری کے واقعات کا ذکر کیا ہے
وہاں ان کا مرتکب بجائے اکبر بادشاہ یا اسکے اعلیٰ حکام کے، صرف
کشمیریوں کو ہی ذمہ دار قرار دیا ہے۔ اپنی تاریخ میں جہاں کہیں اس نے اکبر بادشاہ

یا جہانگیر بادشاہ کا ذکر کیا ہے، تو ان کی نشان دہی "خلافت پناہ"، "نصرت پناہ"
"جہاں پناہ" اور "جنت آشیانی" کے عبائیر فقروں سے کیا ہے۔ اس کی تاریخ
کے مطالعہ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ کشمیری عوام میں بھی ایک
کشمیری نژاد شخص دکھائی دیتا ہے، جو کشمیر پہ اکبر بادشاہ کے قبضہ کرنے کے بعد
اس کیلئے ہندوستان سے کشمیر اور کشمیر سے ہندوستان آنے جانے میں کسی قسم کی کوئی
پابندی نہیں تھی۔ اس بات کی نشاندہی اسکی تاریخ سے اس کے اپنے الفاظ
"این دیار" اور "آن دیار" کے اشارات سے ثابت ہے۔ نتیجہ کے طور پر
مصنف مذکور اکبر بادشاہ کا خفیہ ملازم تھا۔ اس لئے اس نے اکبر بادشاہ
کے کشمیریوں پر ظلم و زیادتی کرنے کے واقعات پہ چشم پوشی کی ہے۔

سنہ ۱۹۶۰ء کے قریب جموں و کشمیر ریسرچ ڈیپارٹمنٹ
کے "شعبۂ عربی فارسی مخطوطات" کا ایک ٹیم صوبہ بہار کے موضع
بسوک چلے گئے تھے، جہاں انہوں نے یوسف شاہ چک اور
یعقوب شاہ چک کے مدفن کو دیکھا، اور ان کا کہنا تھا کہ اس
قبرستان میں اینٹوں کا بنایا ہوا ایک پختہ کنواں بھی موجود ہے
اور ایک زنانہ قبر بھی اس قبرستان میں موجود ہے۔ ٹیم کو وہاں کے
لوگوں سے معلوم ہوا ہے کہ یہی قبر ملکہ حبہ خاتون کی ہے۔

ایک اطلاع کے مطابق جب سیکریٹری صاحب کلچرل اکیڈیمی
بہ نفس نفیس صوبہ بہار کے مقام بسوک "کشمیری چک"، جہاں پر
یوسف شاہ چک کا مدفن ہے، چلے گئے تھے، تو انہوں نے وہاں کے

لوگوں سے یوسف شاہ چک کے مدفن کے بارے میں استفسار کیا، تو انہوں نے جواب میں بتایا ہے کہ یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر کے علاوہ ان کی اولاد اور ملکہ حبہ خاتون بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔

جیسا کہ تواریخ کے مطالعہ سے یوسف شاہ چک اور ملکہ حبہ خاتون کے متعلق راقم نے اپنی پوری تحقیقات کے پیش نظر پہلے ہی بتایا ہے کہ جب یوسف شاہ چک کو اکبر بادشاہ کی قید سے رہائی ملی، تو اکبر بادشاہ نے اس کو صوبۂ بہار میں جاگیر دی، اور اس کو کشمیر جانے پہ پابندی عائد کی۔ نتیجہ کے طور پر اس نے اپنے بچے کھچے عیال، جن میں اس کی ملکہ حبہ خاتون بھی تھی، کشمیر سے لا کر یہاں ہی زندگی کے آخری ایام گذار کر واصل بحق ہوئے اور ان کا مدفن بمقام بسوک (صوبہ بہار) موجود ہے۔

اکبر بادشاہ کے زمانے کے بعض مورخین نے یوسف شاہ چک کے حالات اپنی تواریخ میں اس طرح لکھے ہیں :۔

(۱) "پدر و پسر یعنی یوسف شاہ و یعقوب شاہ داخل امرائے بادشاہ شدند، ولایت بہار جاگیر یافتند۔"

(تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۲۷)

(۲) "یوسف شاہ چک را (اکبر بادشاہ) در سال سی و دوم از زندان برآوردہ و در حدود بہار جاگیر تنخواہ شد و تعینات صوبہ بنگال گردید۔ تا سی و ہفتم دران صوبہ سرگرم خدمات بود۔" (ماثر الامرا جلد سوئم صفحہ ۹۵۸)

جناب بابا داؤد خاکی نے اپنی تالیف "رسالہ غسلیہ یوسف شاہی" جو انہوں نے یوسف شاہ

کلامِ وجیہہ خاتون

مالِس ناو چھُم سیّد اکبہار
ماجہِ ناو چھُم بدر الجمال
سیّد گوہر چُھس پُرکمالو
وٗتھو لالو تلشتہٕ بئے

•

مالِنہِ میانی اَرباب آسی
نوٗرے ڈرام جیہہ خاتون ناو

•

یارِ سُوٗنی جمالہٕ ٹھ
کمالَن تُس چُھم ناو
شُہ چھُ تتہٕ پیٚہ اَکِس مٹھہٕ
اَکِہ لٹہٕ پییہ ہَم نا

•

نیو کلشن پریس
قیمت: بائیس روپے ۲۲ رو